رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بچارہ قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

نمبر ۳۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۵ شعبان سنہ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱
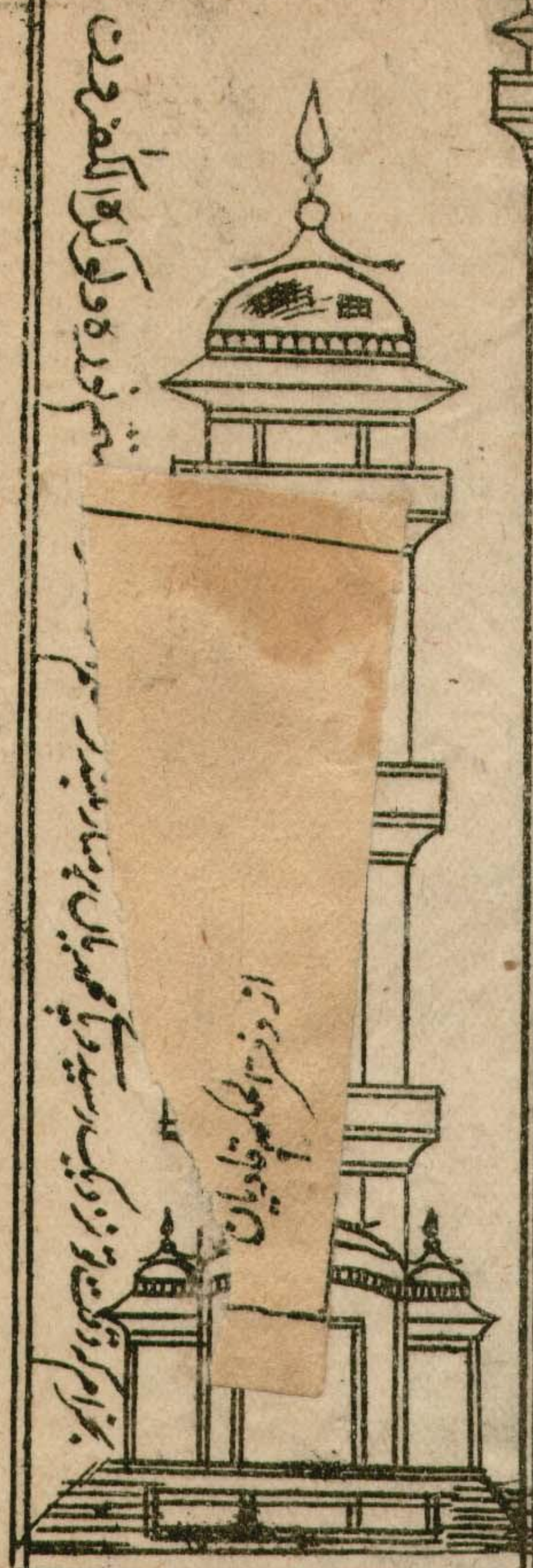
قصیدہ

وا نصیحے آیا نظر چہرۂ زیبا تیرا
گردنیں خم نہوں تعظیم کی خاطر کیونکر
ہر مقابل کو گیا کشتۂ شمشیر جلال
ہے تری شان میں رعناک ذکر گا بروز
لفظ یا تی وہ شہادت ہے کہ اللہ اللہ
مولوی چڑتے ہیں گر تیری مسیحائی سے
دل ربشن ہے ترا مطلع مہر عرفاں
نظر آتا ہے چمن زار جہاں میں ہم کو
تجھسے پر نور ہوئے سینکڑوں ظلمت خانے
فتح پائی ہے سر جنگ مقدس تو نے
دیکھی ہے آنکھ سے آتھم کی ڈوبی کیبجات
لیکھرام آب دم تیغ میں ڈوبا کیسا
ہستی حق پہ نشاں ہو گئے قائم بیحد
کسکی طاقت ہی تہری سامنے آکر ہو کھڑا
گبر و ترسا و یہودی و سماجی برہمو
ہم نے ہر فرد ملل ہائے زمن کو دیکھا
تو مجدد ہی نہیں مہدی بھی عیسی بھی ہے

کیا سراپا ہے پرانوار سراپا تیرا
شان ارفع ہے تری مرتبہ اعلیٰ تیرا
ہے ید اللہ کہ بازو ہے توانا تیرا
ہر طرف کیوں نہ زمانے میں ہو چرچا تیرا
عین قرآں کے مطابق ہے یہ دعویٰ تیرا
نام رکھیں گے ہم اب رشک مسیحا تیرا
مظہر جلوۂ قدرت رخ زیبا تیرا
سرو گلزار امامت قد بالا تیرا
رو کش مہر جہانتاب ہی جلوہ تیرا
گڑ گیا ساحت آفاق میں جھنڈا تیرا
کیوں نہ کہیے کہ ہر اک قول ہے سچا تیرا
چھ برس پہلے کا صادق ہوا کہنا تیرا
ہم نے آیات خدا دیکھا سراپا تیرا
پست کر دیتا ہے سب کو ید بیضا تیرا
کوئی دنیا میں نہیں تو ڑے جو دعویٰ تیرا
رعشہ کھاتا ہے وہیں نام جو آیا تیرا
درجہ امت سے نبوت پہ ہی پہنچا تیرا

فتح ہو گی تجھے اسمیں ہے خدا کا وعدہ
بیقراری سے نکل جانیکو تھی جان حزیں
مخلصی مرتے سے ہم جاں بلبوں نے پائی
نام پیارا ہے تیرا پیارے غلام احمد
ذات اطہر پہ تیری لاکھوں درود اور سلام
رحمت حق ہو ہر مومن اخیار پہ بھی

ہے اقالیم مذاہب پہ تیرہ دہا دا تیرا
مرمٹے ہوتے نہ ہوتا جو دلاسا تیرا
کیا ہی جاں بخش ہے لب مہر مسیحا تیرا
ہے محمد نے ہی ہر وصف سنایا تیرا
اور محمد پہ ہی شیدا ہا جو ہے آقا تیرا
جن کا ہر فرد دل و جاں سے ہے شیدا تیرا

دونوں عالم کے عذابوں سے خدا بخشے نجات
بس یہی چاہتا ہے طالب شیدا تیرا

حقیقت نماز شایع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شایع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑہنا ہر ایک پر ضروری ہے، نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ رفروری سنہ ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنے معہ محصولڈاک ۱۲ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ۔ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

طاعون کے متعلق عجیب پیشگوئی

مندرجہ بالا عنوان سے روزانہ اور ہفتہ وار پیسہ اخبار میں دہلی کے کسی نور احمد نامی شخص نے مندرجہ ذیل مراسلت شائع کرائی ہے۔

پچھلے سال اکتوبر مہینہ میں افسر الاطباء جناب حافظ محمد اجمل خانصاحب کے دولت خانہ میں بموجودگی جناب نواب شجاع الدین صاحب رئیس لوہارو۔ خان بہادر غلام حسن خانصاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس دہلی۔ نواب مرزا اکبر علی خانصاحب حاجی عبد الغنی و دیگر معززین جناب مولانا مولوی میر کرامت علی خانصاحب نے فرمایا تھا کہ اب کے طاعون فروری سے زور پکڑے گا۔ اور اپریل مئی میں یہاں تک زور ہوگا کہ ۹۰ ہزار فی ہفتہ اموات طاعون ہوں گی۔ ۲۴۔ اپریل صبح ۵ ½ بجے اٹلی میں زلزلہ آئے گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ دلی میں بھی طاعون ہوگا اور افراتفری پھیلے گی۔ لیکن جس محلہ میں آپ کا مسکن ہے وہاں طاعون نہیں ہوگا۔ جس طاعون کے مریض کو ہم اچھوں گا وہ طاعون سے نہیں مریگا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی من وعن پوری ہوئی

فراش خانہ میں حضرت کا مکان ہے وہاں طاعون نہیں ہوا اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ جن بیماروں کو آپ نے تعویذ دیا وہ بچ گئے چنانچہ ولایت علی اور قمر الدین سوداگران صدر بازار دہلی کا بیان ہے کہ ۶۰ مریضوں کو تعویذ پلائے گئے۔ سب کے سب بچ گئے اب کے طاعون کے متعلق جو پیشگوئی کیگئی ہے۔ برائے اندراج پیسہ اخبار ارسال خدمت ہے۔ پیشین گوئی متعلقہ طاعون بابت سال ۱۹۰۷ء و ۱۹۰۸ء۔ پنجاب میں اب کے طاعون کا پچھلے سال جیسا زور نہیں ہوگا۔ البتہ ممالک مغربی و شمالی میں بہت زور ہوگا۔ دلی میں بھی گذشتہ سال سے زیادہ ہوگا۔ پنجاب کے ایک بہت بڑے مذہبی لیڈر جن کو دعوٰی ہے کہ ان کو طاعون نہیں ہوسکتا طاعون سے انتقال کریں گے۔ ان کے مرید اس واقعہ سے متاثر ہوکر اپنے کئے سے پشیمان ہوں گے۔

ہندوستان سے طاعون دور نہیں ہوگا۔ جبتک کہ اصلی مسیح موعود یعنی پرنس ایڈورڈ خلف جناب پرنس آف ویلز و نبیرہ حضور ملک معظم شاہ ایڈورڈ ہندوستان میں بطور ویسرائے نہیں آئیں گے۔ (نیاز محمد نور احمد خریدار روزانہ پیسہ اخبار معرفت ایجنٹ دہلی)

اس مراسلت کو پڑھکر نور احمد کے ہی اسلام اور عقل پر افسوس نہیں ہوتا بلکہ خود پیسہ اخبار کے ایڈیٹر پر بھی تعجب آتا ہے کہ وہ ایک مراسلت کو درج کرتے وقت اتنا بھی نہیں دیکھ سکتا کہ وہ کسی پہلو سے مقدس اسلام اور راستبازوں اور صادقوں کے سردار اور امین حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر تو حملہ کا موجب نہیں ہے۔

قطع نظر اس امر کے کہ یہ تحریر پیشگوئی کے رنگ میں کوئی حجت اور قابل تمسک تحریر ہوسکتی ہے یہ کیسی بیہودگی اور لغویت ہے کہ مسیح موعود کی بعثت اور نزول کے مسئلہ پر استہزا کیا جاتا ہے کیا مسلمانانِ عالم کا یہی عقیدہ اور احادیث متعلقہ نزول مسیح کا یہی منشا اور مقصد ہے کہ آنیوالا مسیح موعود

ہند کا وائسرائے اور ملک معظم کا نبیرہ ہوگا

یہ پیشگوئی کرنے والے بزرگ بظاہر تو مولوی کہلاتے ہیں اور میر صاحب بھی ہیں مگر اس پیشگوئی میں تو انہوں نے پولوس اور پطرس کو بھی مات کر دیا ہے

در اصل یہ اس مخالفت کا نتیجہ ہے جو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی کیجاتی ہے میں یقیناً جانتا ہوں اور میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جو شخص حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت کے لئے کھڑا ہوتا ہے آخر

اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے

اور اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مقابلہ کرتا ہے اسلئے اس کے اندر وہ

نور ایمان رہ نہیں سکتا

جو حق و باطل میں اس کو امتیاز بتا سکے اس لئے وہ جو کچھ بھی کہتا ہے وہ تمام راستبازوں اور صدیقوں کی مخالفت اور عداوت پر جا ٹھیرتا ہے۔

مسلمانو! کس قدر افسوس اور گریہ کا مقام ہے کہ ایک شخص اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کامل سے مستفیض ہوکر مسیح موعود کا دعوٰی کرے تو تمہارے نزدیک کافر۔ دجال اور کافر فرنگ سے بدتر لیکن ایک شخص مولوی اور سید کہلا کر مسیح موعود کے متعلق یہ خیال ظاہر کرے کہ

وہ تثلیث کا پابند مسیح کو خدا سمجھنے والا ہوگا

تو تم خوش ہوکر اسکی بات سن لو۔ اور تمہیں ذرا بھی افسوس نہ ہو

تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ

ملک معظم کا نبیرہ بہر حال عیسائی اور یسوع مسیح کو خدا یقین کرنے والا اور اس کے کفارہ کو نجات کا موجب اور اکیلا ذریعہ تسلیم کرنے والا اگر مولوی میر کرامت علی کے قول کے موافق وہی مسیح موعود ہے تو بتلاؤ کہ

اسلام کا دشمن ہوگا یا خیر خواہ

وہ اگر کسر صلیب کرے گا یا صلیبی مذہب کی شوکت کو بڑھائیگا تمہاری عقلوں اور تمہارے ایمان کو کیا ہوگیا؟

کیا پھر اسلام سچا مذہب ہوگا یا نعوذ باللہ ایک انسانی افسانہ! اہ!

مسلمانان در گور مسلمانی در کتاب

خدا جانے اس استہزا کا کیا نتیجہ ہونے والا ہے اور آسمان کن آفتوں اور بلاؤں کے تیر اس عالم پر برسانے کو ہے کیونکہ

نیر بر معصوم مے بار و خبیثے بد گہر
آسمان را مے سزد گر سنگ بار د بر زمین

میں ابھی اس پیشگوئی پر کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا کیونکہ جبتک کرامت علی صاحب خود اپنے ہاتھ سے اور دو معزز آدمیوں کی تصدیق سے طاعونی پیشگوئی شائع نکریں اس وقت تک اس اہمیت قابل لحاظ نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اس حصہ کو جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ کے متعلق ہے میں نے چھوڑ دیا ہے اور صرف نزول مسیح موعود کے متعلق مختصر سا نوٹ کرنا ضروری سمجھا ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ علماء اسلام مولوی کرامت علی صاحب کی کہانتک تصدیق کرتے ہیں اور وہ دہلی جہاں خدا کے برگزیدہ بندے اور مقدس مامور صادق مسیح موعود پر کفر کا فتوٰی لکھا گیا اس شخص کے لئے کیا کہتی ہے جو مسلمانوں اور سیدوں کی ذریت کہلا کر یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ

آنیوالا مسیح موعود ملک معظم کا نبیرہ ہوگا

جو عیسائی مذہب کا حامی اور تثلیث اور کفارہ کا معتقد ہے اور جس کا ایمان یسوع مسیح کی فرضی اور خیالی خدائی پر جاکر ختم ہو جاتا ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کا دشمن ہو۔ کیونکہ اسلام ان عقائد کا صریح مخالف ہے۔ ایڈیٹر۔

فیصلہ قرآنی پر نظر

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آنحضرت صلعم کسقدر عزیز تھے مگر بایں ہمہ اللہ تعالیٰ
چونکہ بموجب اس کے اپنے فرمان کی اپنے قانون کو نہیں توڑا کرتا اس لئے کفار کے سوال
او ترقی فی السماء یعنی ہمارے دیکھتے دیکھتے آسمان پر چڑھ جاؤ کا یہی جواب دیا کہ
قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا یعنی ان کو کہدو کہ اللہ تعالیٰ جو میرا
رب پاک ہے اور میں صرف ایک بشر ہوں یعنی یہ کہ بشر کے رہنے کے لئے جو جگہ بنائی گئی ہے وہی
اس کیلئے ہے پس کیوں ایسا سوال کیا جاتا جو رب کے شان بلند کی حکمت و مصلحت کے خلاف
ہے کیونکہ اس نے صاف فرمایا ہے کہ ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین اور
فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون پس کیوں وہ ایسا کام
کرے جو اسکی مرضی و مصلحت کے خلاف ہے۔ مگر اس زمانہ کے مسلمان عجیب عقل و خرد کے ہیں کہ باوجودیکہ
قرآن نے صاف صاف حق و باطل الگ کرکے دکھلا دیا مگر وہ ہیں تو نہیں نہیں ہی کرتے
جاتے ہیں اور ہرگز ہرگز نہیں چاہتے کہ حضرت عیسیٰ کبھی وفات پا دیں خواہ قرآنی نظام ٹوٹ
جاوے قرآنی دلایل جھوٹے ہو جاویں مگر کیا مجال جو حضرت عیسیٰ کی موت کا اقرار کریں
کیا ان سے بڑھکر عملی نصاریٰ کوئی دوسرا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہے۔ بس ایسے عقائد کو
چھوڑ کر حضرت تقدس مآب مرزا صاحب کا دامن پکڑنا اور حلقہ بگوش ہونا نصاریٰ سے
و مشرکین کا ایمان لانا ہے کیونکہ مشرکین ایک تو نصاریٰ ہی ہیں دوسرے اور طرح کے مشرکین بھی
بہت سے ہیں۔ جو بت پرست۔ تعزیہ پرست۔ قبر پرست۔ پیر پرست وغیرہ ہیں اور انہیں سے
اکثر ایمان لائے ہیں تفصیل کی حاجت نہیں اظہر من الشمس ہے۔ رہا یہ کہ مرزا صاحب
مسلمانوں کو کافر بنانے کے واسطے ہیں تو اسپر عرض ہے کہ کوئی نبی یا ظلی نبی کافر بنانے
کے لئے نہیں آیا اور نہ کافر بنانا ان کا کام ہے بلکہ وہ تو کافروں کو ایماندار بنانے
آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کبھی ایسے شد و مد سے کفر کے فتوے شایع نہیں کئے
جیسے کہ ان علماء اسلام نے (جو ڈاکٹر صاحب کے نزدیک وارث الانبیاء کہلانے کے
مستحق ہیں) مگر اپنی کم نصیبی اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا
کے خلاف عمل کرنے اور بدعات سیئہ کے جاری کرنے کیوجہ سے اس سے محروم کئے گئے اگر انپر
خود لوگ کفر کے فتوے لگایا کرتے ہیں ایسا ہی مرزا صاحب نے کسی پر کفر کا فتوی نہیں لگایا
بلکہ ان لوگوں نے باوجودیکہ مرزا صاحب اہل قبلہ ہیں اور شریعت کے حلال کو حلال اور
شریعت کے حرام کو حرام جانتے ہیں اور آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء اور سید ولد آدم
افضل الرسل مانتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم پر کسی دوسرے نبی کو ایسی بزرگی
و فضیلت دینا نہیں چاہتے جس سے آنحضرت صلعم کی توہین لازم آتی ہو مثلاً یہی غور
کیجائے کہ آنحضرت صلعم پر جب مخالفین حملہ کریں اور ہلاک کرنا چاہیں تو اون کو ایک غار
میں چھپنے کا حکم ہو مگر حضرت عیسےٰ کو آسمان پر چڑھنے کا ایسا ہی آپ سے باوجود
آسمان پر چڑھنے کا معجزہ طلب کرنے کے آپ کو ھل کنت الا بشرا
رسولا کا حکم ہو مگر حضرت عیسےٰ کو بغیر معجزہ طلبی کے آسمان پر چڑھا لیا
جاوے۔ حالانکہ ایک نصرانی ان واقعات کو سامنے رکھکر بڑی دلیری سے ایک
مسلمان کو عیسائی بنا سکتا ہے۔ پس کب ایک ایسا شخص جو دین کی ترقی کے لئے اور
آنحضرت صلعم کی عزت قائم کرنے اور فضیلت ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے ایسے عقاید سے
اتفاق کرسکتا ہے جسمیں آنحضرت صلعم کی سخت توہین لازم آتی ہے اس لئے لازم آیا
کہ عقائد فاسدہ کی بیخ کنی کی جاوے چنانچہ جب ان فاسد عقائد کی تردید کی تو ان لوگوں نے
دیکھے داؤں میں عقیدے نقش کالحجر کیطرح رہتے) کفر کے فتوے دینے شروع کر دیئے اور

اسطرح آنحضرت صلعم کی حدیث کے بموجب خود ہی کافر بن گئے ورنہ مرزا صاحب نے یہ بات
ہرگز ہرگز نہیں کی کہ کسی پر کفر کے فتوے لگائے ہوں بلکہ ان لوگوں نے خود مرزا صاحب کو جو
اول المومنین ہیں کافر کا خطاب دیکر خود ہی اپنے لئے کفر کا فتوی بموجب حدیث نبوی
کے حاصل کر لیا۔

قولہ۔ بحث حیات مسیح میں وما قتلوہ وما صلبوہ اور انی متوفیک
ورافعک الی زبردست قرآنی دلایل ہیں۔ اول آیت شریف سے تو حضرت عیسیٰ
علیہ السلام قتل کئے گئے اور نہ اونکو صلیب ملی بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔

اقول۔ کیا جو مقتول و مصلوب نہ ہو وہ آسمان پر چڑھا کرتا ہے؟ اگر یہی بات ہے تو ذیل کے
انبیاء کا جو یقیناً مقتول و مصلوب نہیں ہوئے آسمان پر چڑھنا ثابت کریں۔
حضرت موسیٰ۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت اسمٰعیل۔ حضرت یعقوب۔ حضرت سلیمان علیہم السلام
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اگر ان انبیاء کا آپ آسمان پر چڑھنا دلایل قاطعہ
سے ثابت کر دینگے تو پھر ہم دوسرے چند اور بزرگوں کے آسمان پر چڑھنے کا ثبوت آپ
سے طلب کریں گے جنہیں آپ کے خاندان کے ہی بعض انسان ہوں گے کیونکہ ہم پورے
وثوق سے ایمان رکھتے ہیں کہ دنیا میں ہزاروں کیا لاکھوں کروڑوں اربوں ایسے آدمی
ہو گذرے ہیں جو نہ تو قتل کئے گئے۔ اور نہ مصلوب ہوئے مگر بایں وہ آسمان پر
چڑھنے سے محروم کئے گئے۔ ایسا ہی ڈاکٹر صاحب نے اگر ہمارے سید و مولا
کا آسمان پر چڑھنا ایسا ہی تسلیم کر لیا جیسا کہ وہ حضرت عیسےٰ کا مع جسد عنصری
تسلیم کرتے ہیں تو پھر ہم اون سے اوس قبر شریف کے بارہ میں ہی چند معقول
سوال کریں گے جس سے کہ ڈاکٹر صاحب کا قافیہ تنگ ہو جاویگا اور لینے کے دینے
پڑ جاویں گے۔ کیونکہ جب آنحضرت صلعم ڈاکٹر صاحب کے علم و یقین کے لحاظ سے
بعینہ جو کہ مقتول و مصلوب نہ ہو وہ آسمان پر چڑھا کرتا ہے آنحضرت صلعم آسمان پر
چڑھے ہیں تو وہ قبر جو مدینہ میں آنحضرت صلعم کے نام سے ہے وہ کسکی تسلیم کیجاوے؟
اگرچہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام صلیب پر لٹکائے بھی گئے مگر وہ زندہ اترے اور انپر
ایسی حالت وارد نہیں ہوئی کہ جس کے سبب سے اون کو مصلوب کہا جاوے مگر آنحضرت
صلعم پر تو ایسا کوئی منصوبہ ہی پیش نہ چل سکا پھر کیا وجہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی
منطق کے لحاظ سے جناب سرور کائنات آسمان پر گئے ہوں کیونکہ آپ یقیناً مقتول
و مصلوب نہیں ہوئے۔

اسمیں شک نہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نہ تو قتل ہوئے اور نہ مصلوب ہوئے مقتولہ کا
لفظ بالکل صاف ہی ایسا ہے اسکے معنے بالکل صاف ہیں کوئی پیچ والا لفظ نہیں ہے۔ اور
ایسا ہی صلبوہ کا لفظ بھی بالکل صاف ہے کہ نہ تو حضرت عیسےٰ صلیب کے ذریعہ
مارے گئے اور نہ اونکی ہڈیاں توڑی گئیں اور اس کے بعد قرآن شریف میں
کوئی ایسا لفظ نہیں آیا ہے کہ جس کے یہ معنے ہوں کہ حضرت عیسےٰ مقتول و
مصلوب نہ ہونے کے بعد آسمان پر جا براجے ہیں۔ ہاں یہ بیشک آیا ہے کہ اونکا
رفع الی اللہ ہوا۔ جس کے معنے بالکل صاف ہیں حضرت عیسےٰ کے منکرین و معاندین
کی اولاد اب تک موجود ہے ان سے ہر ایک شخص جو طالب حق ہو دریافت کرکے
بآسانی فیصلہ کر سکتا ہے کیونکہ یہودیوں کا منشا ان کے مصلوب و مقتول
کرنے کا بجز اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ اسطرح وہ رفع روحانی سے جیسا کہ
ایمانداروں کا ہوتا ہے بسبب مقتول و مصلوب ہونیکے محروم ہو جاوینگے کیونکہ بائبل میں لکھا
ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے اور جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے۔
ان الفاظوں سے حقیقت شناس اچھی طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے کیونکہ
یہاں صاف طور پر یہ مشاد ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون
ہوتا نہ یہ کہ جو کاٹھ پر لٹکا کر زندہ اوتارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے"

ایسا ہی جھوٹا قتل کیا جاتا ہے مگر قتل کا حضرت عیسےٰ کیطرف خیال ہی نہیں ہو سکتا قرآن نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ ماقتلوہ یقیناً یعنے قتل تو وہ یقیناً نہیں ہوئے۔ اور صلیب کے ذریعہ مارنے کی نسبت بھی فیصلہ یہ کیا کہ ماصلبوہ یعنے وہ صلیب کے ذریعہ نہیں مارے گئے اور نہ اُن کی ہڈیاں توڑی گئیں پس جب وہ نہ تو صلیب کے ذریعہ مارے گئے اور نہ قتل کیے گئے تو توراۃ کے احکام ذیل کے حکم میں کیوں آسکتے ہیں کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے اور جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے ان دونوں امور کی نفی کرنے کے بعد فرمایا کہ بل رفع اللہ الیہ یعنے جب وہ نہ تو قتل ہوئے اور نہ صلیب کے ذریعہ مارے گئے تو یقیناً ان کا رفع الی اللہ ہوا کیونکہ رفع الی اللہ کی نفی جب غلط ہے تو یقیناً وہ رفع الی اللہ ہوئے۔ جیسے کہ یہود کے منصوبے کرنے کے ایام میں حضرت عیسیٰ کو بشارت دی تھی کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ یعنے اے عیسےٰ ہم تم کو طبعی موت دیں گے (یہودی تمہارے مارنے پر قادر نہ ہوں گے) اور ایسا ہی ہم تم کو اپنی طرف ایسا رفع بھی دیں گے (جیسے کہ ایمان داروں کا ہوتا ہے) کیونکہ یہودیوں کی منشا رہی تھی کہ حضرت عیسیٰ کے صلیب کے ذریعہ یا قتل کے ذریعہ مار دینے کا نتیجہ یہ ہوگا عام خلقت کا رجوع جو انکی طرف ہے وہ رک جاویگا مگر یہودی اس کام میں ناکام و نامراد ہوئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً او کذب بایتہ انہ لا یفلح الظلمون۔ یعنے اس سے بڑھکر اور کون ظالم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر افترا کرے یا آیات اللہ کی تکذیب کرے اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو کبھی کامیاب نہیں کرتا چونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام صادق اور مقرب بارگاہ ایزدی تھے اور یہودی ان کو راندہ درگاہ رب العٰلمین ثابت کرنا چاہتے تھے اور اسی لئے اونہوں نے اون کو صلیب پر لٹکا بھی دیا تھا مگر صلیب پر مارنا اون کے بس میں نہ تھا اور خدا تعالیٰ نے اون کے بچانے کا سامان کر کے (جیسا کہ پہلے سے کر رکھا) بچا لیا اس لئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام نہ تو مصلوب ہوئے اور نہ مقتول ہوئے بلکہ اونکا رفع الی اللہ جیسا کہ ایمان داروں کا ہوتا ہے ہوا۔ نہ کہ رفع الی السماء جو کہ ایمان دار کے لئے ضروری نہیں ہاں رفع الی اللہ ضروری ہے یہودیوں کی منشا کے بموجب آیت مذکورہ بالا کی پوری نہ ہوئی اس لئے وہ ناکام اور نامراد ہوئے۔ اس آیت کی صداقت ہمارے اس زمانہ میں بھی حضرت مرزا صاحب کے وجود سے ظاہر ہو رہی ہے کہ آپ کے مخالفین و معاندین نے جسقدر کوششیں آپ کو اور آپ کے سلسلہ کو تباہ کرنے کے لئے کیں اُسیقدر زور سے اس سلسلہ کو ترقی ہوئی اس کے مخالف و معاند ایسے ہی ناکام و نامراد ہوئے چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کو باوجود ایسی سیاہ دشمنی کے جو اوس کو سلسلہ عالیہ اور اس کے بانی کے ساتھ ہے اپنی قابل فخر کتاب "الہامات" میں اقرار کرنا پڑا کہ "قادیانی کے مقابل جسقدر کوششیں ہو رہی ہیں حقیقت میں کافی سے زیادہ ہیں مگر...... اون کے اثر سے کوئی عام یا دیرپا فائدہ نہیں ہوتا ہے" ص۲ کیوں عام اور دیرپا فائدہ ہو کیا کلام اللہ نعوذ باللہ جھوٹا ہو سکتا ہے پس جب اللہ تعالیٰ کی پہلے سے یہ سنت مقررہ ہے کہ مامورین من اللہ کے مخالف ناکامی اور نامرادی کا سیاہ اوڑھتے ہیں تو کیونکہ یہودی اپنے منصوبے میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ مگر نہ معلوم کہ ڈاکٹر صاحب کو کس دوائی کا نشہ چڑھ گیا ہے کہ وہ بل رفع اللہ الیہ کو معنے آسمان پر چڑھنے کے سمجھ بیٹھے ہیں مگر جو دوائیں ڈاکٹر صاحب کے ہسپتال میں جاتی ہیں یا اونکو ملتی ہیں اُن کو تو ہم خوب جانتے ہیں ہمارے ہاتھوں سے لگ کر ہی جاتی ہیں ہم کو تو کوئی ایسی دوا اسمیں نظر نہیں آتی کہ اسکی تاثیر یہ ہو کہ اوس کے سونگنے یا ہاتھ لگانے اور پینے سے رفع الی اللہ کے معنے رفع الی السماء سمجھ میں آجاویں۔

قولہ۔ قرآن شریف کی آیات صاف و ظاہر ہیں اسمیں کسی قسم کا گورکھ دھندا نہیں ہے اپنی طرف سے تاویل کرنیوالے مخالف شریف ہیں۔

اقول۔ اگر قرآن شریف کی تمام آیات کو آپ صاف و ظاہر تسلیم کرتے ہیں تو انی متوفیک ورافعک الیّ کے معنے آسمان پر چڑھنے کے کیسے آپ نے سمجھ لئے کیونکہ اس کے صاف معنے تو یہی ہیں کہ اے عیسےٰ میں تجھکو وفات دینے والا اور تیرا رفع کرنیوالا ہوں؟ نہ معلوم کہ آپ قرآن کی آیت کو صاف و ظاہر تسلیم کر کے کیوں انکو گورکھ دھندا تسلیم کرتے ہیں جو انکے ایسے معنے بذریعہ تاویل کرتے ہیں جو آپکے اعتقاد کے بموجب آپ کو کرنا کسیطرح بھی جائز نہیں ذرا مہربانی کر کے بتلا دیں تو سہی کہ جب قرآن کی آیات صاف و ظاہر ہیں تو آپ نے آسمان پر چڑھنے کا لفظ کہاں سے لاکر دھر گھسیٹا؟ کیا یہ کام آپنے اپنے فتویٰ کے نیچے آنے کیلئے کیا ہے یا صادق کے لئے جو فتویٰ آپنے تیار کیا تھا اوس کا مصداق خدا نے آپ کو خود ہی بنا دیا غور کیجئے کہ آپنے لکھا ہے کہ "اپنی طرف سے تاویل کرنیوالے مخالف قرآن شریف ہیں" خیر یہ تو ہوا نہ آپکی کارروائی کے متعلق اب قرآن کی دوسری آیات کی نسبت سن لیا کیا آپ کے نزدیک من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا۔ الآیۃ۔ کے بموجب اس جہان کے تمام نابینا آخرت میں بھی نابینا ہی اٹھیں گے؟ خبردار تاویل نہ کرنا۔ ورنہ "اپنی طرف سے تاویل کرنیوالے مخالف قرآن شریف ہوتے ہیں" کے ذیل میں آجاؤ گے۔

قولہ۔ قرآن مجید میں وہ جگہ دکھائیے جہاں متوفی و رافع اکٹھے آئے ہوں اور اس کے معنے موت کے لئے جاویں۔

اقول۔ دور جانے کی کیا ضرورت ہے یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ کافی ہے جو کہ بقول آپ کے کہ "قرآن کی آیات ظاہر و صاف ہیں اور کہ اسمیں کسی قسم کا گورکھ دھندا نہیں ہے" کہ پہلے متوفی کا لفظ استعمال کر کے بیان کیا گیا ہے کہ پہلے حضرت عیسیٰ وفات پائیں گے پھر انکا رفع ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے۔ اگر آپ اپنے قول پر جو اوپر نقل ہو چکا ہے یعنی یہ کہ قرآن کی آیات صاف ہیں کوئی گورکھ دھندا نہیں ہے آپ کو توفی کے معنے میں شک ہو تو توفنا مع الابرار۔ توفنی مسلماً و الحقنی بالصلحین پر غور کرنا کافی ہے دقت اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں بشرطیکہ آپ قرآن کی آیات کو صاف و ظاہر تسلیم کرتے ہیں

قولہ۔ سرور عالم صلعم کے واسطے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انک میت وانہم میتون اور حضرت عیسےٰ کے واسطے انی متوفیک ورافعک الیّ ان جداگانہ الفاظ سے غرض کیا ہے؟

اقول۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے رفع الی اللہ ہونیکا یہ سبب ہے اس اعتقاد کی کہ وہ قتل کیے گئے یا صلیب کے ذریعہ مارے گئے انکار تھا مگر آنحضرت صلعم کی نسبت کوئی ایسا خیال ہی تھا اور نہ ہے اسلئے حضرت عیسےٰ کی مقتول و مصلوب ہونیکی نفی کیگئی اور اس کے ثبوت میں یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ کو بطور سند کے پیش کر کے ظاہر کیا گیا کہ جب اون سے پہلے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ وہ طبعی موت وفات پاویں گے اور بعد اسکے مومنین کیطرح اونکا رفع ہوگا تو وہ قتل کیسے کئے جاتے یا مصلوب کیسے ہوتے اور کہ جب وہ مصلوب و مقتول نہیں ہوئے تو اون پر توراۃ کا یہ فتویٰ کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے اور جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے کیسے راست آکر اون کے رفع روحانی مثل مومنین کا مانع ہو سکتا ہے۔ پس صاف ہے جو کچھ ان ہر دو آیتوں کے بیان کرنے کا مطلب و منشا ہے۔

قولہ۔ مفسر قرآن ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب نے جو میرزا صاحب کے کرکٹر پر نکتہ چینی کی ہے اُس کی تردید آج تک نہیں ہوئی ہے۔

اقول۔ اس کے متعلق اگرچہ میرے محسن و پیارے بھائی شیخ یعقوب علی صاحب نے الحکم نمبر ۳۰ جلد ۱۱ میں کافی سے زیادہ بذریعہ ایک نوٹ کے لکھا ہے مگر جو کچھ ہم نے تحریر کیا ہے اُس کا بھی ملاحظہ ہونا ازبس ضروری ہے اس لئے عرض ہے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے صرف میرزا صاحب کے ہی کرکٹر پر نکتہ چینی نہیں کی بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے کرکٹر پر بھی نکتہ چینی کی ہے غور کریں کہ قرآن تو آں حضرت صلعم کی نسبت یہ بیان کرتا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم الخ اور ھل ادلکم علے تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم۔ تؤمنون باللہ و رسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم الخ مگر ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ "خداوند عالم کی توہین اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُس کا ماننا اور اُس کی عطا کردہ عقل و فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا بدی سے بچنا موجب نجات نہیں تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے" پھر فرماتے ہیں کہ "اُس بے انت ذات کے تمام قوانین رحمت و مغفرت ایک انسان ہی کے تابع ہو گئے" دیکھو روزانہ پیسہ اخبار ۷۶۹ جلد ۱۷ صفحہ ۷ کالم ۳ درحاشیہ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۰۶ء۔

اگرچہ ہم ڈاکٹر صاحب کے ان الفاظ کی تردید کرنے پر بہت کچھ بفضل اللہ دسترس رکھتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کے مفسر ہونے کا اچھی طرح سے حال ظاہر کر سکتے ہیں اور کہ ڈاکٹری اصول کے بموجب بھی ڈاکٹر صاحب پر یہ امر بپایہ ثبوت پہنچا سکتے ہیں کہ کیونکر ڈاکٹر صاحب صرف صرف بعض دوائیوں کو ہی بعض امراض صرف صرف کے دفعیہ کا ذریعہ یقین کر کے مریضوں کو استعمال کراتے ہیں جس سے آں حضرت صلعم کی اتباع کے ذریعہ ہی رحمت و مغفرت الٰہی کا نازل ہونا ایسا صاف و کھلے طور پر بپایہ ثبوت پہنچ جاتا ہے کہ پھر اُس کے بعد نکتہ رس کو ایسا اعتراض کرنے سے ہی شرم آتی ہے جیسا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے کیا ہے اور اسی طرح پر ایک نکتہ رس یقینی طور پر اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے کہ در اصل ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے مفسر قرآن ہو کر اور ڈاکٹری پڑھ کر ہی گنوا دی جو یہ ایک معمولی بات اُس کی سمجھ میں نہ آسکی۔ مگر چونکہ ایک تو اس طرح مضمون لمبا ہو جاویگا۔ دوسرے ڈاکٹر عبد الحکیم خان مخاطب نہیں ہیں۔ تیسرے یہ کہ ڈاکٹر نور حسین صاحب بھی آں حضرت صلعم کی اتباع کے مدعی ہیں بنا بریں لازم آیا کہ ڈاکٹر صاحب یہ بیان فرماویں کہ جو مذکورہ بالا نکتہ چینی آں حضرت صلعم کے کرکٹر پر ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے کی ہے اُسکی اُنھوں نے کب اور کہاں تردید کی ہے۔ رہا میرزا صاحب کے کرکٹر پر نکتہ چینی کرنا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ بلکہ متعدد دفعہ ان نکتہ چینیوں کے معقول اور مدلل جواب ہمارے سلسلہ کے اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ اور کہ خود ہمارا ایک مضمون بعنوان "شاگرد کا خط اُستاد کے نام" بھی ڈاکٹر عبد الحکیم کی تردید کے الفاظ رکھتا ہے جو پچھلے سال کے الحکم کے فائل میں اب تک موجود ہے۔ مگر نہ معلوم کہ ڈاکٹر صابر صاحب کس کونے میں دبکے بیٹھے رہتے ہیں جو اُن کو ابتک اس بات کا علم نہ ہو سکا اخباری دُنیا سے تو یہ امر پوشیدہ نہیں ہے۔ اب براہ کرم ڈاکٹر صابر صاحب یہ بیان کریں کہ ڈاکٹر عبد الحکیم نے جو آں حضرت صلعم کے کرکٹر پر نکتہ چینی کی ہے اُسکی تردید آپ نے یا آپ کے قطب زمان پیر گولڑوی صاحب نے کی ہے کہ نہیں اگر نہیں کی تو اُس کے وجوہات سے تفصیل وار بذریعہ روزانہ پیسہ اخبار مطلع فرمایا جاوے۔

قولہ۔ جبکہ ایک مسلمان پابند صوم و صلواۃ ہو مگر میرزا صاحب کو نہ مانے تو وہ کون سے دلائل قرآنی سے کافر ہو سکتا ہے؟

اقول۔ جن دلائل قرآنی سے ایک یہودی پابند صوم و صلواۃ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام و آں حضرت صلعم پر ایمان نہ لانا موجب کفر تھا۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بموجب عقیدہ جناب کے جب آسمان سے اُتریںگے تو انپر کوئی مسلمان پابند صوم و صلواۃ ایمان نہیں لاویگا بلکہ جو ر اُچکے...... وغیرہ ہی ایمان لاوینگے؟ اگر ایسا ہے تو اُن کو حضرت عیسیٰ کا کافر کہنا کیا بیجا ہوگا؟ اور یہ بھی واضح رہے کہ میرزا صاحب نے کسی پر کفر کا فتوےٰ نہیں لگایا ہے اور نہ میرزا صاحب کا کام ہے کہ وہ لوگوں کو کافر بے دین بناویں کیونکہ وہ تو مثل انبیاء کے مومن بنانے اور دیندار بنانے کے لئے تشریف لائے ہیں اس لئے کسی کو کافر بنانا اُن کی شان کے ہی بعید ہے بلکہ لوگوں نے خود اُن کو کافر اور بے دین بیان کر کے بموجب حدیث نبوی کے اپنے اوپر کفر کا فتوےٰ چسپاں کر لیا اس کے علاوہ آں حضرت صلعم کے صدہا نشان و خرق عادت کا جو حضرت میرزا صاحب کے ذریعہ ظاہر ہوئے ہیں انکار کرنے کی وجہ سے بھی یہ لوگ جو میرزا صاحب کو نعوذ باللہ کاذب اور کافر یقین کرتے ہیں اس لائق ہو گئے ہیں کہ اُن کو اُن منکران انبیاء سے نیز آں حضرت صلعم کے منکران سے کم نہ سمجھا جاوے کہ جنھوں نے اُن کی زندگی میں صدہا نشان دیکھکر بھی انکار و کفر کیا تھا۔

قولہ۔ جبکہ فی زمانہ ہر ملک و دیار میں مسلمان موجود ہیں **نماز روزہ** صبح کی ممانعت نہیں۔ دین متین کے عالم و فاضل و واعظ ہر ایک جگہ پائے جاتے ہیں تو میرزا صاحب کے بعثت کی کیا ضرورت ہے؟۔

اقول۔ ؎ اللہ رے ایسے حُسن پہ یہ بے نیازیاں!

کیوں صاحب! سچ اور ایمان سے کہنا کہ جو دین متین کے عالم و فاضل و واعظ ہر ایک جگہ پائے جاتے ہیں وہ جناب کے قول کے بموجب جو آپ کے ہی الفاظ میں آپ کے روبرو پیش کیا جاتا ہے "ہر طرح کے بدعات سیئہ کے جاری کرنے والے۔ قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نئے فرقے بنانے والے ہیں کہ نہیں؟ جن میں سے کسی کو باوجود اُن کی ایسی ایسی کرتوتوں کے آپ نے قطب زمان اور مسیح الزمان بنایا ہے حالانکہ وہ وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق ہی نہیں کیونکہ احکام الٰہی سے بقول آپ کے انحراف کرتے اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا کے برخلاف چلتے ہیں" جس کی وجہ سے عجیب مصائب و حوادث سماوی نازل ہو رہے ہیں"۔ کیا ایسی خرابیاں تسلیم کرنے کے باوجود بھی میرزا صاحب نبیل کی لعبت کی ضرورت ثابت نہیں ہوتی؟ اگر نہیں تو پھر یہ بتلانا فرض ہوگا کہ جبکہ آنحضرت صلعم کے وقت اور حضرت مسیح کے وقت کے یہودی صوم و صلواۃ کے پابند تھے تو اُن کی بعثت کی اُن کے نزدیک کیا ضرورت تھی؟ بھلے آدمی! تو خود تسلیم کرتا ہے کہ "علماء دین متین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے دین نبوی صلعم میں ہر طرح کی بدعات سیئہ جاری کر رہے ہیں اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نئے فرقے بنا رہے ہیں" کیا اس وقت میں کسی ایسے وجود کی ضرورت نہیں جو وارث الانبیاء بنکر ان جھگڑوں کو دور کرنے اور ٹکڑوں یا رچوں کو جوڑ کر ایک کرے؟۔

قولہ۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے

پاک پروردگار کی کہ تمہارے درمیان عیسےٰ ابن مریم آئیگا تو صریح الفاظ میں کیسے تاویل ہوسکتی ہے ؟

اقول۔ جب حدیث کے ایسے صریح الفاظ میں تاویل نہیں ہوسکتی تو قرآن شریف کے صریح الفاظ میں بھی تاویل نہیں ہوسکتی چنانچہ اس کو جناب نے خود ہی تسلیم کیا ہے اور اسی لئے میرزا صاحب کے دعوے کو قبول کرنے سے انکار و فرار کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ دعوےٰ (مسیح موعود کا) آیت ختم نبوت کے برخلاف ہے"۔ تو حضرت عیسےٰ ابن مریم کا آنا کیوں ختم نبوت کے برخلاف نہ خیال فرمایا ؟ کیونکہ قرآن کے صریحاً الفاظ یہ بیان کرتے ہیں کہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ایسا ہی حدیث کے بھی صاف الفاظ لا نبی بعدی آپ کی اس دلیل کو توڑتے ہیں اور بقول آپ کے صریح الفاظ کی تاویل کرنے کی ضرورت نہیں پس یہ ظاہر کرنا ضروری ہوا کہ کون سے عیسےٰ ابن مریم آویں گے اور کہاں سے اویں گے اور کیسے آویں گے ؟ کیا آں حضرت صلعم کو (نعوذ باللہ) ختم نبوت کے معنے معلوم نہیں تھے یا یاد نہیں رہے تھے جو قسم کھا کر فرمایا کہ عیسےٰ ابن مریم آویگا یا اُس کا آنا اُن کے نزدیک کچھ اور ہی حکم رکھتا تھا ؟ ہمارے سمجھ میں نہیں آتا کہ میرزا صاحب کا دعوے تو ختم نبوت کے برخلاف ہو جاوے اور عیسےٰ ابن مریم کا آنا ختم نبوت کے برخلاف نہ ہووے کیا اچھا ہو کہ اگر ڈاکٹر صاحب اس عقدہ لاینحل کو حل کرکے ہم کو مشکور فرماویں۔

اس کے بعد نمبر ۱۳ میں ڈاکٹر صاحب نے ایک حدیث کا ترجمہ لکھا ہے جو بقول اُن کے بخاری کی حدیث ہے مگر چونکہ اُس کے اصلی الفاظ نہیں ہیں اور نہ ہم کو اُن کے اصلی الفاظ کی خبر ہے اس لئے ہم اُسپر کچھ نہیں تحریر کرسکتے کیونکہ جبکہ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ یہ حضرات اہلحدیث کی تحریف کرنے میں کمال رکھتے ہیں تو پھر اُسپر لکھنا ہی عبث ہے ممکن ہے کہ ایسی کوئی حدیث ہو جس کا اگلا اور پچھلا مطلب خبط کرکے یا کانٹ چھانٹ کر کچھ کا کچھ بناکر کچھ کا کچھ نتیجہ نکالا ہو۔ رہا یہ کہ میرزا صاحب نے مسیح علیہ السلام کی کئی کئی پیرایوں میں توھین کی ہے اسپر اسی قدر لکھنا طالب صادق کے لئے کافی سے زیادہ ہے کہ میرزا صاحب کا دعوے مثیل مسیح کا ہے اگر وہ باوجود مثیل مسیح کے دعوے کے مسیح کی عزت نہیں کرتے بلکہ مسیح کی توہین کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں تو گویا خود وہ اپنے دعوے مثیل مسیح کی توہین کرتے ہیں۔ یہ بات نہ تو ہماری سمجھ میں آتی ہے اور نہ کوئی عقلمند اس کو سمجھ سکتا ہے کہ ایک شخص باوجود دعوے مثیل مسیح کے کیونکر مسیح کی توہین کرسکتا ہے۔ میرزا صاحب نے مسیح کی توہین تو کبھی نہیں کی اور نہ کوئی صادق کسی صادق کی توہین کرسکتا ہے البتہ عیسائیوں کے یسوع کی نسبت بائیبل کے بعض فقرے نقل کرکے عیسائیوں پر جرح بے شک کی ہے جو کہ علم مناظرہ میں ہر طرح جائز ہے اسکو توہین خیال کرنا عقلمندی کا خاکہ اُڑانا ہے۔

ایسے ہی میرزا صاحب کا اپنے آپ کو امام حسین علیہ السلام سے بموجب حکم ربّانی کے افضل ظاہر کرنا ہرگز ہرگز جناب سیّدنا حسین علیہ السلام کی توہین پر دال نہیں میرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں امام حسین علیہ السلام کی تعریف کی ہے اور اُن کی توہین کرنے والے کو بُرا ظاہر کیا ہے اگر باوجود اِن خیالات کو ظاہر کرنے کے میرزا صاحب کا صرف یہ کہنا کہ وہ امام حسین ؑ سے افضل ہیں۔ امام حسین کی توہین کا موجب ہو گیا تو آں حضرت صلعم کی نسبت تمام مسلمانوں کا یہ اقرار کرنا کہ آپ (صلعم) تمام انبیاء سے افضل ہیں کیوں موجب توہین جملہ انبیاء نہ گردانا جاوے ؟ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ فضیلت کے معاملے میں کیوں اڑ بیٹھے ہیں اور کیوں کسی کے یہ کہنے پر کہ وہ فلاں سے افضل ہے اُس کی توہین کا موجب گردانتے ہیں حالانکہ یہ صاف اور بالکل صاف ہے کہ فضیلت۔ عزّت و بزرگی بنی ہوئی ہے۔ یعنے اگر ایک ایم اے یہ دعوے کرتا ہے کہ میں ایف اے اور بی اے سے افضل ہوں یا ایک اسسٹنٹ سرجن دعوے کرتا ہے کہ وہ ایک کمپونڈر اور ہاسپٹل اسسٹنٹ سے افضل ہے تو کیا وہ اس بیان سے ایف اے و بی اے اور کمپونڈر و ہاسپٹل اسسٹنٹ کی توہین کرتا ہے یا امر واقعی بیان کرتا ہے ؟ ہمارے خیال میں اس سے کوئی بھی توہین لازم نہیں آتی بلکہ ایک طرح سے اُن کی عزت قائم ہوتی ہے یعنے وہ اپنے کو اُن سے افضل ظاہر کرنے میں دراصل اُن کی عزت کی ایک حد تک قدر کرکے اپنا مرتبہ ظاہر کرتا ہے مگر مشکل تو یہ ہے کہ آج کل دُنیا کے لئے عقل خرچ کی جاتی ہے اور دین کے لئے کچھ بھی غور و فکر سے کام نہیں لیا جاتا صرف سُنے سنائے اعتراض بیان کرکے ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں کا دم بھرا جاتا ہے۔

بالآخر ڈاکٹر صاحب جن تیس ۳۰ دجالوں کا انتظار کر رہے ہیں یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ ہم نے اُن کو بھی دیکھ لیا ہے نہ صرف تیس ۳۰ بلکہ تیس ۳۰ سے بھی کچھ زیادہ ہی چنانچہ وہ دجال کچھ عرصہ ہوا ہمارے ہاں لاہور چھاونی بھی آئے تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادموں کو دیکھکر ایسے بھاگے کہ پھر اُس دن سے آج تک یہاں آنے کا نام تک نہیں لیا اور اب ہم اُن کے دیکھنے کو اس طرح ترستے ہیں جیسے کہ گدھے کے سینگ دیکھنے کو۔

میرے خیال میں ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر کے تمام ایسے اعتراض کا جواب ہو گیا جو کہ جواب کے لائق تھے اُمید کہ ڈاکٹر صاحب ان کو پڑھکر بذریعہ روزانہ پیسہ اخبار لاہور جواب باصواب سے مشکور فرماوینگے اگر ڈاکٹر صاحب اس کو پڑھکر بحر تفکر میں غوطہ زن ہو گئے یا جواب نہ بن آئے تو پیر گولڑوی سے مدد لیکر جواب دیں جو اُن کے نزدیک مسیح الزمان ہیں والسلام علےٰ من اتبع الھدےٰ و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ❊ (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی)

بقایا دار احباب توجہ کریں

خریداران کی خدمت میں التماس ہے کہ سال رواں سے تیسری سہ ماہی بھی ختم ہونے والی ہے جن حضرات کے ذمہ بقایا ہے۔ وہ اپنے نگی حساب بے باق کرکے ممنون فرماویں ❊

جبکہ یہ بات پھر بھی ہو

ممکن ہے کہ ایک بات ایک یا دو تین مرتبہ وقوع میں آوے اور آپ کو اسکی جانب توجہ نہ ہو لیکن جبکہ وہی بات متواتر ہو اور اطبا اور آپکے ہمسایہ اسکی بابت آپسے کہیں تب تو ضرور آپ اُس کی جانب متوجہ ہونگے اور ہرگز درگذر نہ کرینگے۔ یہ بھی خوش نصیبی ہے کہ آپکے ہی شہر کے ایک مشہور طبیب سے ایسی حوصلہ بڑھانیوالی خبر آپ سُنیں جیسی کہ ذیل میں درج ہے۔

ڈاکٹر اے۔ ڈی۔ بلیموریا۔ ایل۔ ایم۔ اینڈ ایس۔ جن کا دواخانہ نمبر ۱۲۱ دھوبی تالاب میں واقع ہے فرماتے ہیں کہ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) کے بارے میں اپنی سچی رائے آپ کے سامنے ظاہر کرتا ہوں میں نے ان کا استعمال اپنے مریضوں پر کیا اور بہت مفید پایا۔ میں ایسے مریضوں کو بتا سکتا ہوں کہ جو سخت تکلیف دہ پتھری کے مرض میں مبتلا تھے اور جن کو ان گولیوں کے استعمال سے شفا ہوئی اور اب تک اس مرض کی کسی قسم کی علامت اُن میں نظر نہیں آتی۔ اگر گردہ خراب یا کمزور ہو گئے ہیں تو کامل صحت غیر ممکن ہے کیونکہ "ان سیال زہروں کو جسم میں سے نکالتے ہیں کہ جو قلب کی بیقاعدہ حرکت۔ کمزوری چکر آنا۔ حافظہ اور جوانی کا زائل ہونا درد پشت اور پیشاب کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں اور اگر علاج نہ کیا گیا تو آخر میں ذیابیطس (میٹھا پیشاب) یا گردوں کا انحطاط (سڑنا) لاحق ہوتا ہے۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں گردوں اور پیشاب کی بیماریوں کیلئے مجرب دوا ہیں اور جن مریضوں کو کسی دوا یا علاج سے فایدہ نہ ہوتا تھا انکو اسکے استعمال سے شفا ہوئی ہے۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں [illegible] براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت [illegible] یا چھ شیشوں کے عہ اگر آپ اپنی فرمایش کیساتھ اس اشتہار کو [illegible] چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بذریعہ ویلیو پی ایبل [illegible] کی جائے گی۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالےٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں [illegible] شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں [illegible] میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سردرد و بخار چند [illegible] میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہو گا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور اُن کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اُتارنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء راز اسکے [illegible] اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر اُن اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت۔

نوٹ۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و نرخ اُجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر
فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون بمقام موکل
ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری بعض بعضوں کی آہ و زاری آجکل عجب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ۔ پھر منگاؤ بھلا اسمیں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہمنے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند دن استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالےٰ فوراً رفع ہونگی اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلا طلسمی۔ پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالےٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴

المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ
ضلع دھلی

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ حصہ دوم۔ یہ بے نظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نہایت زور سے اٹھا دیا ہے قیمت ۱۲ ر۔ ست بچن ۱ ر۔ آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے۔ خصوصیت کیساتھ جو اعتراض [illegible] اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ ر۔ نماز پر تقریر اور رسالہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۱ ر۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے۔ قیمت ۲ ر۔ فیصلہ آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲ ر۔ نور القرآن۔ حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ ر۔ [illegible] الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط پسندیدگی بھیجے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اس کی قبولیت ہوگئی ہے۔ قیمت فی پارہ (۱۲) سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۴ ر۔ سلک مروارید حصہ دوم۔ قیمت ۶ ر

المشتہر
مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر!! کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب تیل ہے جو داڑہی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملائم اور چمکدار بناتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف عـہ روپیہ ہے۔ محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر

حضرت مولانا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی
محلہ عطار گلی۔ پوسٹ مانڈوی۔ بمبئی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشہ دار کشمیر کی لکڑی کے ۱ بینڈل کاک کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہیں قیمت ۱۲ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھے ریشہ دار کشمیر کی لکڑی ۲ کین ہینڈل مع دو ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا۔ کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی جیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے ہے۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۔

بچوں کے کرکٹ سٹ } ۱۰-۱۲ برس کی عمر والے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس
ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ
او ۱۰ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار

بچوں کے لئے فٹ بال مع بلیڈر

کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے
" " دھاگے کے بیج
" " پریکٹس
کرکٹ وکٹس فی کاپی

المشتہر
نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکٹ } السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں آپکو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول بجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ ۲۵ ۵ ۰۷

خوبصورت

خاکسار نے بڑے تجسس و تجربہ کے بعد ہر کس خواہ مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا جوان کے ہاتھ اور منہ دھونے اور نہانے کے لئے عجیب و غریب خوشبودار کھلی تیار کی ہے جس میں خوشبودار معطر ادویات شامل کی گئی ہیں۔ مقوی دماغ۔ مفرح روح۔ بدن کو بالکل صاف کرتی ہے انشاء اللہ تعالے روزانہ استعمال سے داد۔ خشکی۔ چھیپ پیدا نہ ہوگی بال نرم ہو جاوینگے پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی بکس ۱ـ اثار پختہ ایک روپیہ۔ اس سے کم خریدار کو اثار فی روپیہ کے حساب سے محصول بذمہ خریدار۔ فہرست کے لئے آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیجو۔

المشتہر

مرزا قائم علی احمدی مالک کارخانہ قائمی ایجنسی مالیر کوٹلہ (پنجاب)

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۳ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۳ روپیہ اور دوم مبلغ ۲ مبلغ عـہ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ اسلئے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں۔

مستریان مولا بخش ... ضلع گورداسپور

احتیاط سے علاج بہتر ہے

ایک قوی الجثہ شخص کو طاعون چیچک ہیضہ یا امراض جگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیماری ہمیشہ کمزوروں یا اُن لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو قوی اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔ فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ
مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان کا ماہی گیر کا اشتہار اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے۔

تازہ الہامات

۲۰ ستمبر ۱۹۰۷ء - انی معک - ومع اھلک

لک البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا -

انی احافظ کل من فی الدار -

۲۱ ستمبر والضحیٰ والیل اذا سجیٰ - ماودعک ربک وما قلیٰ

انی معک ومع اھلک -

انی معک یا ابراھیم -

انی مبارک -

۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء - خدا خوش ہوگیا - یا عبد اللّٰہ انی معک

دارالامان میں آجکل

دارالامان خداتعالے کے فیوضات و برکات کا مہبط ہے اور کل یوم ھو فی شان ہر نیا دن نئی برکات لیکر آتا ہے - خدا کا برگزیدہ بندہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خداتعالیٰ کی عجیب و غریب تجلیات کا مظہر بنا ہوا ہے صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کے انتقال نے آپ کی سچائی - خداتعالیٰ کی ہستی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو نئی زندگی عطا فرمائی ہے اور یہ نکتہ حل ہوگیا کہ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ چاہتا ہے - عبث صاحبزادہ صاحب کے انتقال کے متعلق خداتعالیٰ کی پیشگوئی کا پورا ہونے پر الحکم کی پہلی اشاعت میں لکھا جا چکا ہے اس کے اعادہ کی حاجت نہیں مگر یہاں مجھے ایک خاص بات کا ذکر کرنا ہے جو خصوصیت سے ایمان کو زندہ کرنیوالی بات ہے - اور جسکی نظیر دنیا میں بجز انبیاء علیہم السلام کے گروہ کے نہیں مل سکتی وہ کیا ہے؟

حضرت مسیح موعود کے رضا بالقضا کا نمونہ

دنیا میں صبر اور استقلال کی تعلیم دینے والے اور رضا بالقضا اور قیام فی ما اقام اللہ کے بیٹھے بیٹھے وعظ کہنے والے اور درس دینے والے دیکھے ہیں لیکن جب خداتعالیٰ کی کسی ابتلا اور امتحان کے نیچے آئے ہیں تو انہوں نے وہ بزدلی اور کم ہمتی دکھائی ہے جسکی حد نہیں - فی الحقیقت کامل ایمان اور خدا پرستی کا کمال کا ایک ہی امتحان ہے کہ انسان مصائب اور عسر میں قدم پیچھے نہ ہٹاوے بلکہ آگے بڑھاتا اب یہ چشم دید واقعہ ہے اسکا ایک یا دو گواہ نہیں بلکہ صدہا لوگ ہیں جو آجکل اس واقعہ اگر کسی کی تقریب کی وجہ سے اور حسب معمول یہاں آرہے ہیں - وہ دیکھتے ہیں کہ خدا کا معطر کیا ہوا مسیح موعود کس جلالی اور شوکت کیساتھ اس واقعہ صاحبزادہ صاحب کو بیان کرتا ہے عام طور پر اگر غور کیا جاوے تو وہ انسان جو ستر برس کے قریب ہو اور جس کا ہونہار نیک سعادتمند بچہ فوت ہو جاوے اسکی کمر ٹوٹ جاتی ہے مگر یہاں معاملہ ہی الگ ہے -

حضرت مسیح موعود اس واقعہ کو ایسے جوش اور مزے سے بیان کرتے ہیں کہ الفاظ نہیں ملتے جو اس کیفیت کو ظاہر کیا جاوے

حضرت مسیح موعود خوش ہیں کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیاں پوری ہوگئیں - حضرت مسیح موعود خوش ہیں کہ خداتعالیٰ کے امتحان میں پورے اُترے سب سے بڑھکر جو امر مسرت کا موجب ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشی کا اظہار فرمایا چنانچہ حضرت مسیح موعود پر یہ وحی ہوئی ہے کہ

خدا خوش ہوگیا

انسانی زندگی کی اگر کوئی غرض اور غایت ہو سکتی ہے تو وہ یہی ہے کہ خدا اس سے خوش ہو جاوے اور وہ خدا سے راضی ہو جاوے اور اس طرح پر رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا نمونہ کامل بن جاوے - پس یہ کس قدر خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے سے خوش ہو جانے کا اظہار کر دیا - یہ چھوٹی سی بات نہیں یہی وہ بات ہے جس کے لئے نبیوں کی بعثت ہوتی ہے اور یہی وہ مقام ہے جو سلوک کی تمام منزلوں کا انتہائی مقام کہنا چاہیئے -

بس

آج کل دارالامان میں خداتعالیٰ کا نزول ہو رہا ہے ایک نئی شان میں جن لوگوں کو آجکل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا ہے وہ بڑے ہی خوش قسمت ہیں کیونکہ وہ ایک ایسا عملی سبق پڑھ رہے ہیں جس کو تقریر یا تحریر کی صورت میں ادا کرنا مشکل ہے -

نادان اور ناحق شناس دشمن اس واقعہ پر استہزا کریں گے - وہ کریں اور زور سے کریں کیونکہ اسی سے خداتعالیٰ کی نصرت اور غیرت میں جو وہ اپنے بندے کے لئے رکھتا ہے غیر معمولی جوش اور حرکت پیدا ہوتی ہے - اعتراض کرنا آسان امر ہے لیکن اگر حیا اور ایمان کوئی چیز ہے اور ضرور ہے تو اعتراض کرنے سے پہلے اس امر کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ کیا انبیاء علیہم السلام کی جماعت اس قسم کے امتحانوں اور آزمایشوں سے الگ رہی ہے - احمق کے نزدیک یہ انگلی رکھنے کی جگہ ہے مگر دانشمند کے ازدیاد ایمان کا موجب - جب ایک سلیم الفطرت اس امر پر غور کرتا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

گیارہ بچوں نے وفات پائی

تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور بھی مضبوط ہوتا ہے کیونکہ وہ اندازہ کرتا ہے اس صبر اور رضا بالقضا کا جو گیارہ موتوں پر آپ نے دکھایا -

بہرحال

اعتراض کرنیوالے احمق ان باتوں کو کب دیکھتے ہیں خداتعالیٰ کی آیات کے نزول پر ان کا تو خبث اور رجس اور بڑھتا ہے - ایمان والوں ہی کے ایمان بڑھا کرتے ہیں -

مگر

انھیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں تو خداتعالیٰ نے انا نبشرک بغلام حلیم کہکر ایک اور بشارت دی ہے اور خداتعالےٰ نے اس کی ذریت کے بڑھنے کا آج نہیں اکیس برس پہلے اعلان کیا ہوا ہے - اسی میں بعض کے کم عمری میں فوت ہونے کی پیشگوئی ہے - اسکی جسمانی اور روحانی نسل بڑھ رہی ہے اور بڑھیگی کیونکہ خداتعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے کہ ابراہیم کی طرح اس سے ایک قوم نکالے - ہاں

ان شانئک ھو الابتر

کی وحی بھی اسے ہو چکی ہے پس ناخدا ترس معترض کو ڈرنا چاہیئے -

(باقی پھر سہی)

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

بوقت نماز ظہر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۷ء

سید نادر علی شاہ صاحب سب رجسٹرار رئیس چکوال کے بیعت کر لینے کے بعد ذکر امراض فرمایا قبرستان میں جتنے لوگ دفنائے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اصل میں یہ سب طبیبوں کی غلطیوں کا ہی نتیجہ ہے۔ بہت کم آدمی ہوں گے جو عمر طبعی تک پہونچے ہوں۔ عمر طبعی عموماً ستر اسّی سال تک سمجھی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں

ہر درد را درمان ہست

لکھا ہے ما من داءٍ الا له دواءٌ یعنے کوئی بیماری نہیں جس کی دوائی موجود نہ ہو۔ اگر اصلی دوا اور علاج ہوتا رہے تو عمر طبعی سے پہلے انسان مرے کیوں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ انسان ایک نہایت ہی کمزور ہستی ہے۔ ایک ہی بیماری میں باریک در باریک اور بیماریں شروع ہو جاتی ہیں۔ انسان غلطی سے کب تک بچ سکتا ہے۔ انسان بڑا کمزور ہے غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ اکثر اوقات تشخیص میں ہی غلطی ہو جاتی ہے اور اگر تشخیص میں نہیں ہوئی تو پھر دوا میں ہو جاتی ہے۔ غرض انسان نہایت کمزور ہستی ہے غلطی سے خود بخود نہیں بچ سکتا خدا کا فضل ہی چاہئے اس کے فضل کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں۔ یہ بات اچھی طرح سے یاد رکھنی چاہئے

دافع بلیات الٰہی ہے

کہ دافع بلیات تو صرف خدا تعالیٰ ہے۔ ہندو تو پتھروں کی پوجا کرتے ہیں کبھی نہ کبھی خیال آہی جاتا ہوگا کہ اپنے ہی ہاتھوں سے انہیں بنایا ہے اور پھر انہیں کی پوجا کی جاتی ہے مگر اسباب کی پرستش کرنے والے ان سے بھی زیادہ مشرک ہوتے ہیں نیچری وغیرہ جو اسباب پر بھروسہ کرتے ہیں اور وہ جو اپنی علمیت و دولت پر گھمنڈ کرتے ہیں وہ خطرناک مقام پر ہوتے ہیں۔ ہاں اسباب کا تلاش کرنا منع نہیں۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ جب جمعہ کی نماز پڑھ لو۔ تو اپنے کام کاج کی تلاش میں لگ جاؤ اور اللہ کریم کا فضل مانگتے رہو۔ اسباب پر بھروسہ مت کرو۔ مومن کو چاہئے کہ بظاہر اسباب تلاش کرے اور نظر اللہ تعالیٰ پر رکھے۔

علم طب پہلے یونانیوں کے پاس تھا پھر ان سے مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو انہوں نے ہر نسخہ سے پہلے ہو الشافی لکھنا شروع کر دیا۔ اور یہ طریق مسلمانوں کے سوا کسی نے بھی اختیار نہیں کیا۔

بڑا سعید طبیب وہ ہے جو ایک طرف تو دوا کرے اور دوسری طرف دعا میں مشغول رہے اور یہ سمجھے کہ شفا صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔

فرمایا شیخ سعدی لکھتے ہیں کہ "ایک بادشاہ کو ناروا کی بیماری تھی۔ اس نے کہا کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ کریم مجھے شفا بخشے تو میں نے جواب دیا کہ آپ کے جیل خانہ میں ہزاروں بے گناہ قید ہوں گے ان کی بد دعاؤں کے مقابلہ میں میری دعا کب سنی جاسکتی ہے۔ تب اس نے سب

دوسروں پر رحم کرو تا رحم کیا جاوے

قیدیوں کو رہا کر دیا اور پھر وہ تندرست ہو گیا" غرض خدا کے بندوں پر اگر رحم کیا جاوے تو خدا بھی رحم کرتا ہے۔ جو لوگ دوسروں پر رحم کرتے ہیں ان پر اللہ اور اس کے رسول کو بھی رحم آجاتا ہے۔ دوسروں کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آنا اور بیجا طور پر مال اکٹھا کرنا اور اسباب پر ہی گرے رہنا بہت بُری بات ہے۔

فرمایا۔ گو اعادہ کلام کا ہوتا ہے مگر چونکہ غفلت لگی ہوئی ہے ایک طرف وعظ و نصیحت سنی جاتی ہے اور دل میں تقوٰی حاصل کرنے کیلئے جوش پیدا ہوتا ہے مگر

خطاب بہ جماعت

پھر غفلت ہو جاتی ہے اسلئے ہماری جماعت کو یہ بات بہت ہی یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی حالت میں نہ بھلایا جاوے ہر وقت اسی سے مدد مانگتے رہنا چاہئے۔ اس کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں خوب یاد رکھو کہ وہ ایک دم میں فنا کر سکتا ہے۔ طرح طرح کے دکھ اور مصیبتیں موجود ہیں بخوف اور نڈر ہونے کا مقام نہیں۔ اس دنیا میں ہی جہنم ہو سکتا۔ اور بڑے بڑے مصائب آسکتے ہیں۔ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی کسی کی مصیبت میں کام نہیں آسکتا اور کوئی شریک ہمدردی نہیں کر سکتا جبتک خدا خود دستگیری نہ کرے اور اپنے فضل سے آپ اس مصیبت کو دور نہ کرے۔ اسی واسطے ہر ایک کو چاہئے کہ خدا کے ساتھ پوشیدہ علاقہ رکھے۔

جو شخص جرأت کے ساتھ گناہ فسق و فجور اور معصیت میں مبتلا ہوتا ہے وہ خطرناک حالت میں ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا عذاب اس کی تاک میں ہوتا ہے اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو تو تقوٰی اختیار کرو۔ اور وہ سب باتیں جو خدا کو ناراض کرنیوالی ہیں چھوڑ دو۔ جب تک خوف الٰہی کی حالت نہ ہو تب تک حقیقی تقوٰی حاصل نہیں ہو سکتا۔ کوشش کرو کہ متقی بن جاؤ۔ جب وہ لوگ ہلاک ہونے لگتے ہیں جو تقوٰی اختیار نہیں کرتے تب وہ لوگ بچائے جاتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں ایسے وقت انکی نافرمانی انہیں ہلاک کر دیتی ہے اور ان کا تقوٰی انہیں بچا لیتا ہے۔ انسان اپنی چالاکیوں شرارتوں اور غداریوں کے ساتھ اگر بچنا چاہے تو ہرگز نہیں بچ سکتا۔ کوئی انسان بھی نہ اپنی جان کی حفاظت کر سکتا ہے نہ مال و اولاد کی حفاظت کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اور کامیابی حاصل کر سکتا ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ پوشیدہ طور پر ضرور تعلق رکھنا چاہئے۔ اور پھر اس تعلق کو محفوظ رکھنا چاہئے۔ عقلمند انسان وہی ہے جو اس تعلق کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور جو اس تعلق کو محفوظ نہیں رکھتا وہ بیوقوف ہے۔ جو اپنی چترائی پر نازاں ہے وہ ہلاک کیا جائے گا اور کبھی بامراد اور کامیاب نہیں ہوگا۔ دیکھو یہ زمین و آسمان اور جو کچھ کہ نظر آرہا ہے۔ اتنا بڑا کارخانہ کیا یہ خدا کے پوشیدہ ہاتھ کے سوائے چل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یاد رکھو جو امن کی حالت میں ڈرتا ہے وہ خوف کی حالت میں بچایا جاتا ہے اور جو خوف کی حالت میں ڈرتا ہے تو وہ کوئی خوبی کی بات نہیں ایسے موقع پر تو کافر مشرک بیدین بھی ڈرا کرتے ہیں۔ فرعون نے بھی ایسے موقع پر ڈر کر کہا تھا اٰمنت انه لا اله الا الذی اٰمنت به بنوا اسرآئیل وانا من المسلمین ۱۱/۱۰ اس سے صرف اتنا فائدہ اسے ہوا کہ خدا نے فرمایا کہ تیرا بدن تو ہم بچا لیں گے۔ مگر تیری جان کو اب نہیں بچائیں گے۔ آخر خدا نے اس کے بدن کو ایک کنارے پر لگا دیا" ایک چھوٹے سے قد کا وہ آدمی تھا۔ غرض جب گناہ اور معصیت کیطرف انسان ترقی کرتا ہے تو پھر لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون ۸/۱۰ والا معاملہ ہوتا ہے جب اجل بلا آجاتی ہے تو پھر آگے پیچھے نہیں ہوا کرتی۔ انسان کو چاہئے کہ پہلے ہی سے خدا کے ساتھ تعلق رکھے۔ مگر ؎

خیال زلف تو بستن نہ کار خاماں است۔ کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاری است

انبیاء کا ہی گروہ ایسا گروہ ہوتا ہے کہ وہ بے سلسلہ چلتے ہی نہیں۔ جو لوگ انبیاء کی زندگی میں فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں اور عاقبت کی کچھ فکر نہیں کرتے اور راستبازوں پر حملے کرتے ہیں ایسوں ہی کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولا یخاف عقبٰھا ۲۴/۱۶ اس سے مراد یہ ہے کہ جب ایک موذی بے ایمان کو اللہ کریم مارتا ہے تو پھر کچھ پرواہ نہیں رکھتا کہ اس کے عیال اطفال کا گذارہ کس طرح ہوگا۔ اور اس کے پس ماندہ کیسی حالت میں بسر کریں گے۔

والنجم اذا ھوٰی

ایک شخص نے ستاروں کے ٹوٹنے کی نسبت سوال کیا۔

فرمایا جہاں تک پتہ لگ سکتا ہے مفسرین ہی لکھتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم کے دعوے سے پہلے بہت ستارے ٹوٹے تھے اور یہاں بھی شاید ۱۸۸۵ء میں ہمارے دعوے سے پہلے بہت سے ستارے ٹوٹتے تھے ایک لشکر کا لشکر اس طرف سے اس طرف چلا جاتا تھا اور اس طرف سے اس طرف چلا آتا تھا۔

والنجم اذا ھوٰی ۲۷/۵

کا بھی یہی مطلب ہے۔ جب کبھی خدا تعالیٰ کا کوئی نشان زمین پر ظاہر ہونیوالا ہوتا ہے تو اس سے پہلے آسمان پر کچھ آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے مفسر اور اہل کشف بھی یہی بیان کرتے ہیں اور قرآن شریف میں بھی یہی لکھا ہے۔ مجھے ایک خط آیا تھا کہ "ایک ستارہ ٹوٹا جس سے بہت روشنی ہوگئی اور پھر ایک ایسی خطرناک آواز آئی کہ لوگ دہشت ناک ہوگئے اور بڑا خوف ہوا" اور پھر نہیں معلوم کہ آئندہ ابھی کیا کیا ہونے والا ہے۔ آئے دن نئے نئے حوادث ہوتے رہتے ہیں کوئی سال ایسا نہیں گذرتا جسمیں کوئی نہ کوئی حادثہ واقع نہ ہو۔ ستاروں کا ٹوٹنا ظاہر کرتا ہے کہ زمین پر بھی اب کچھ نشانات ظاہر ہونیوالے ہیں۔ اور پھر خدا نے بھی مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ میں بہت سے عجیب نشان ظاہر کروں گا۔ کچھ اول میں اور کچھ آخر میں۔ زلزلہ کی خبر بھی اس نے دی ہے گذشتہ کی نسبت زیادہ سخت طاعون پڑنے کی بھی اطلاع دی ہے معلوم نہیں کہ اس سال وہ خطرناک طاعون پڑے گی یا آئندہ سال میں مگر وہ خطرناک بہت ہوگی۔

اس پر سید نادر علی شاہ صاحب نے عرض کی کہ "ایسے موقع پر کیا کرنا چاہیئے"

خدا کے عذاب سے بچنے کا گر

فرمایا۔ توبہ و استغفار کرنی چاہیئے۔ بغیر توبہ استغفار کے انسان کر ہی کیا سکتا ہے سب نبیوں نے یہی کہا ہے کہ اگر توبہ و استغفار کرو گے تو خدا بخش دے گا۔ سو نمازیں پڑھو اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد چاہو اور پچھلے گناہوں کی معافی مانگو۔ اور بار بار استغفار کرو تاکہ جو قوت گناہ کی انسان کی فطرت میں ہے وہ ظہور میں نہ آوے۔ انسان کی فطرت میں دو طرح کا ملکہ پایا جاتا ہے ایک تو کسب خیرات اور نیک کاموں کے کرنے کی قوت ہے اور دوسرے بُرے کاموں کو کرنے کی قوت اور ایسی قوت کو روکے رکھنا یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور یہ قوت انسان کے اندر اس طرح سے ہوتی ہے جسطرح کہ پتھر میں ایک آگ کی قوت ہے۔

استغفار کے معنے

اور استغفار کے یہی معنے ہیں کہ ظاہر میں کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ اور گناہوں کے کرنیوالی قوت ظہور میں نہ آوے انبیاء کے استغفار کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ ہوتے تو معصوم ہیں مگر وہ استغفار اسواسطے کرتے ہیں کہ تا آئندہ وہ قوت ظہور میں نہ آوے۔ اور عوام کے واسطے استغفار کے دوسرے معنے بھی لئے جاویں گے کہ جو جرائم اور گناہ ہوگئے ہیں ان کے بد نتائج سے خدا بچائے رکھے اور ان گناہوں کو معاف کردے اور ساتھ ہی آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے۔

بہرحال یہ انسان کے لئے لازمی امر ہے کہ وہ استغفار میں ہمیشہ مشغول رہے۔ یہ جو قحط اور طرح طرح کی بلائیں دنیا میں نازل ہوتی ہیں۔ ان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ لوگ استغفار میں مشغول ہو جائیں مگر استغفار کا یہ مطلب نہیں ہے جو استغفر اللہ استغفر اللہ کہتے رہیں۔ اصل میں غیر ملک کی زبان کے سبب لوگوں سے حقیقت چھپی رہی ہے۔ عرب کے لوگ تو ان باتوں کو خوب سمجھتے تھے مگر ہمارے ملک میں غیر زبان کیوجہ سے بہت سی حقیقتیں مخفی رہی ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی دفعہ استغفار کیا سو تسبیح یا ہزار تسبیح پڑھی۔ مگر جو استغفار کا مطلب اور معنے پوچھو تو بس کچھ نہیں ہکا بکا رہجاویں گے انسان کو چاہیئے کہ حقیقی طور پر دل ہی دل میں معافی مانگتا رہے کہ وہ معاصی اور جرائم جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں ان کی سزا نہ بھگتنی پڑے اور آئندہ دل ہی دل میں ہر وقت خدا سے مدد طلب کرتا رہے کہ آئندہ نیک کام کرنے کی توفیق دے اور معصیت سے بچائے رکھے۔ خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا اپنی زبان میں بھی استغفار ہو سکتا ہے کہ خدا پچھلے گناہوں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے اور یہی حقیقی استغفار ہے کچھ ضرورت نہیں کہ یونہی استغفر اللہ استغفر اللہ کہتا پھرے اور دل کو خبر تک نہ ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔ اپنی زبان میں ہی خدا سے بہت دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اس سے دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ زبان تو صرف دل کی شہادت دیتی ہے اگر دل میں جوش پیدا ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے بغیر دل کے صرف زبانی دعائیں عبث ہیں ہاں دل کی دعائیں اصلی دعائیں ہوتی ہیں۔ جب قبل از وقت بلا انسان اپنے دل ہی دل میں خدا سے دعائیں مانگتا رہتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے۔ تو پھر خداوند رحیم و کریم ہے وہ بلا ٹل جاتی ہے لیکن جب بلا نازل ہو جاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی۔ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے اور بہت استغفار کرنا چاہیئے اس طرح سے خدا بلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کوئی امتیازی بات بھی دکھائے اگر کوئی شخص بیعت کر کے جاتا ہے اور کوئی امتیازی بات نہیں دکھاتا اپنی بیوی کے ساتھ ویسا ہی سلوک ہے جیسا پہلے تھا۔ اور اپنے عیال و اطفال سے پہلے کی طرح ہی پیش آتا ہے تو یہ اچھی بات نہیں اگر بیعت کے بعد بھی وہی بد خلقی اور بد سلوکی رہی اور وہی حال رہا جو پہلے تھا تو پھر بیعت کرنے کا کیا فائدہ۔ چاہیئے کہ بیعت کے بعد غیروں کو بھی اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کو بھی ایسا نمونہ بن کر دکھاوے کہ وہ بول اٹھیں کہ اب یہ وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ خوب یاد رکھو اگر صاف ہو کر عمل کرو گے تو دوسروں پر تمہارا ضرور رعب پڑیگا۔ آنحضرت صلعم کا کتنا بڑا رعب تھا۔ ایکدفعہ کافروں کو شک پیدا ہوا کہ آنحضرت صلعم بددعا کریں گے تو وہ سب کافر مل کر آئے اور عرض کی کہ حضور بددعا نہ کریں سچے آدمی کا ضرور رعب ہوتا ہے۔ چاہیئے کہ بالکل صاف ہو کر عمل کیا جاوے اور خدا کے لئے کیا جاوے تب ضرور تمہارا دوسروں پر بھی اثر اور رعب پڑے گا۔

---

۱۶ ستمبر بروز دوشنبہ

صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات پر حضرت اقدسؑ کی تقریر باغ میں

فرمایا۔ قضاء و قدر کی بات ہے۔ اصل مرض سے (مبارک احمد نے) بالکل مخلصی پالی تھی۔ بالکل اچھا ہوگیا تھا۔ بخار کا نام نشان ہی نہ رہا تھا۔ یہی کہتا رہا کہ مجھے باغ میں لے چلو۔ باغ کی خواہش بہت کرتا تھا سو آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی پیدایش کے ساتھ ہی موت کی خبر دے رکھی تھی تریاق القلوب میں لکھا ہے۔ "انی اسقط من اللہ و اصیبہ" مگر قبل از وقت دہول رہتا ہے اور ذہن منتقل نہیں ہوا کرتا۔ پھر ایک جگہ پیشگوئی ہے۔ "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر" پھر کئی دفعہ یہ الہام بھی ہوا ہے "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیراً" اور پھر اہل بیت کو مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم اور پھر فرمایا ہے یا ایھا الناس اتقوا ربکم اللہ خلقکم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے یہ بڑا تطہیر کا موقع ہے۔ ان کو بڑے بڑے تعلقات ہوتے ہیں اور ان کے ٹوٹنے سے رنج بہت ہوتا ہے۔ میں تو اس سے بڑا خوش ہوں کہ خدا کی بات پوری ہوئی۔ گھر کے آدمی اس کی بیماری میں بعض اوقات بہت گھبرا جاتے تھے میں نے ان کو جواب دیا تھا کہ آخر نتیجہ موت ہی ہونا ہے یا کچھ اور ہے۔ دیکھو ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ادعونی استجب لکم ۲۴/۱۱ یعنی اگر تم مجھ سے مانگو تو قبول کروں گا اور دوسری جگہ فرمایا ولنبلونکم بشیء من الخوف..... الآیۃ واولئک ھم المھتدون ۲/۳ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کیطرف سے ہی امتحان آیا کرتے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی اس بات کی ہی ہے کہ میری بیوی کے مونہہ سے سب سے پہلا کلمہ جو نکلا ہے وہ یہی تھا کہ اناللہ وانا الیہ راجعون ۲/۳ کوئی نعرہ نہیں مارا کوئی چیخیں نہیں ماریں۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں انسان اسی واسطے آتا ہے کہ آزمایا جاوے۔ اگر وہ اپنی منشاء کے موافق خوشیاں مناتا رہے اور جس بات پر اس کا دل چاہے وہی ہوتا رہے تو پھر ہم اس کو خدا کا بندہ نہیں کہہ سکتے۔ اس واسطے ہماری جماعت کو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے دو طرح کی تقسیم کی ہوئی ہے۔ اس لئے اس تقسیم کے ماتحت چلنے کی کوشش کیجاوے۔ ایک حصہ تو اس کا یہ ہے کہ وہ تمہاری باتوں کو مانتا ہے اور دوسرا حصہ یہ ہے کہ وہ اپنی منواتا ہے۔ جو شخص ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ خدا ہمیشہ اسی کی مرضی کے مطابق کرتا رہے اندیشہ ہے کہ شائد وہ کسی وقت مرتد ہو جاوے۔

کوئی یہ نہ کہے کہ میرے پر ہی تکلیف اور ابتلا کا زمانہ آیا ہے۔ بلکہ ابتدا سے سب نبیوں پر آتا رہا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا جب فوت ہوا تھا تو کیا انہیں غم نہیں ہوا تھا۔ ایک روایت میں لکھا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلعم کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے تھے آخر بشریت ہوتی ہے۔ غم کا پیدا ہونا ضروری ہے مگر ہاں صبر کرنیوالوں کو پھر بڑے بڑے اجر ملا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ساری کتابوں کا منشاء یہی ہے کہ انسان رضا بالقضاء سیکھے۔ جو شخص اپنے ہاتھ سے آپ تکلیف میں پڑتا ہے اور خدا کے لئے ریاضات اور مجاہدات کرتا ہے۔ وہ اپنے رگ پٹھے کی صحت کا خیال بھی رکھ لیتا ہے اور اگر اپنی خواہش کے موافق ان اعمال کو بجالاتا ہے۔ اور حتے الوسع اپنے آرام کو مدنظر رکھتا ہے۔ مگر جب خدا کیطرف سے کوئی امتحان پڑتا ہے اور کوئی ابتلا آتا ہے تو وہ رگ اور پٹھے کا لحاظ رکھکر نہیں آتا۔ خدا کو اس کے آرام اور رگ پٹھے کا خیال مدنظر نہیں ہوتا۔ انسان جب کوئی مجاہدہ کرتا ہے تو وہ اپنا تصرف رکھتا ہے مگر جب خدا کیطرف سے کوئی امتحان آتا ہے تو اس میں انسان کے تصرف کا دخل نہیں ہوتا۔ انسان خدا کے امتحان میں بہت جلد ترقی کرلیتا ہے اور وہ مدارج حاصل کرلیتا ہے جو اپنی محنت اور کوشش سے کبھی حاصل نہیں کرسکتا۔ اسیواسطے ادعونی استجب لکم میں اللہ تعالیٰ نے کوئی بشارت نہیں دی مگر ولنبلونکم بشیء..... الآیۃ میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں اور فرمایا ہے کہ یہی لوگ ہیں جنپر اللہ تعالیٰ کیطرف سے بڑی بڑی برکتیں اور رحمتیں ہونگی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ غرض یہی طریق ہے جس سے انسان خدا کو راضی کرسکتا ہے۔ نہیں تو اگر خدا کے ساتھ شریک بنجاوے اور اپنی مرضی کے مطابق اسے چلانا چاہے تو یہ ایک خطرناک راستہ ہوگا۔ جس کا انجام ہلاکت ہے۔ ہماری جماعت کو منتظر رہنا چاہیئے کہ اگر کوئی ترقی کا ایسا موقع آجاوے تو اس کو خوشی سے قبول کیا جاوے۔

آج رات کو (مبارک احمد نے) مجھے بلایا اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا اور مصافحہ کیا جیسے اب کہیں رخصت ہوتا ہے اور آخری ملاقات کرتا ہے۔

جب یہ الہام۔ انی اسقط من اللہ و اصیبہ ہوا تھا تو میرے دل میں کھٹکا ہی تھا اسی واسطے میں نے لکھدیا تھا۔ کہ یا یہ لڑکا نیک ہوگا اور بخدا ہوگا اور یا یہ کہ جلد فوت ہو جاوے گا۔ قرآن شریف پڑھ لیا تھا کچھ کچھ اردو بھی پڑھ لیتا تھا اور جسدن بیماری سے آفاقہ ہوا میرا سارا اشتہار پڑھا اور یا کبھی کبھی پرندوں کے ساتھ کھیلنے میں مشغول ہو جاتا تھا۔

فرمایا بڑا ہی بدقسمت وہ انسان ہے جو خدا تعالیٰ کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا چاہتا ہے۔ خدا کے ساتھ تو دوستت والا معاملہ چاہیئے کبھی اس کی مان لی اور کبھی اپنی منوالی۔

زنجت خویش برخوردار باشی
بشرط آں کہ با من یار باشی

ہمارے گاؤں میں ایک شخص تھا دسکی گائے بیمار ہوگئی صحت کے لئے دعائیں مانگتا رہا ہوگا مگر جب گائے مرگئی تو وہ دہریہ ہوگیا۔

خدا نے اپنی قضاء و قدر کے راز مخفی رکھے ہیں۔ اور اس میں ہزاروں مصالح ہوتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ کوئی انسان ہی اپنے معمولی مجاہدات اور ریاضات سے وہ قرب نہیں پاسکتا جو خدا کیطرف سے ابتلا آنے پر پاسکتا ہے زور کا تازیانہ اپنے بدن پر کون مارتا ہے۔ خدا بڑا رحیم و کریم ہے ہم نے تو آزمایا ہے ایک تھوڑا سا دکھ دیکر بڑے بڑے انعام و اکرام عنایت فرماتا ہے۔ وہ جہان ابدی ہے جو لوگ ہم سے جدا ہوتے ہیں۔ وہ تو واپس نہیں آسکتے ہاں ہم جلدی ان کے پاس چلے جاویں گے۔ اس جہان کی دیوار کچی ہے اور وہ بھی گرتی جاتی ہے۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ یہاں سے انسان نے لے ہی کیا جانا ہے۔ اور پھر انسان کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ کب جانا ہے جب جائیگا ہی تو بیوقت جائے گا۔

اور پھر خالی ہاتھ جائیگا۔ ہاں اگر کسی کے پاس اعمال صالحہ ہوں تو وہ ساتھ ہی جائینگے بعض آدمی مرنے لگتے ہیں۔ تو کہتے ہیں میرا اسباب دکھاوو اور ایسے وقت میں مال و دولت کی فکر پڑ جاتی ہے۔

ہماری جماعت کے لوگ بھی اس طرح کے ابھی بہت ہیں جو شرطی طور پر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ بعض لوگ خطوں میں لکھتے ہیں کہ اگر ہمیں اتنا روپیہ ملجاوے یا ہمارا یہ کام ہو جاوے تو ہم بیعت کرلیں گے بیوقوف اتنا نہیں سمجھتے کہ خدا کو تمہاری بیعت کی ضرورت کیا ہے۔ ہماری جماعت کا ایمان تو صحابہ والا چاہیئے جنہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں کٹوا دیئے ہیں۔

اگر آج ہماری جماعت کو یورپ اور امریکہ میں اشاعت اسلام کیلئے جانے کو کہا جاوے تو اکثر یہی کہدیں گے۔ جی ہمارے بال بچوں کو تکلیف ہوگی۔ ہمارے گھروں کا ایسا حال ہے یہ ہے وہ ہے۔ ان بیوتنا عورۃ ۲۱/۱۸ اور ہم نے یہ تو نہیں کہنا کہ جا کر سر کٹوائیں بلکہ یہی ہے کہ دین کے لئے سفر کی تکالیف اور صدمے اٹھاویں مگر اکثر یہی کہدیں گے "جی گرمی بہت ہے زیادہ تکلیف کا اندیشہ ہے" مگر خدا کہتا ہے کہ جہنم کی گرمی اس سے بھی زیادہ ہوگی۔ نار جھنم اشد حرا ۱۱/۱۰ صحابہ کا نمونہ مسلمان بننے کے لئے یکا نمونہ ہے۔ ابھی تو جماعت پر مجھے یہی اطمینان نہیں کہ اس کا نام میں جماعت رکھوں ابھی تو یہ حشو ہے۔ ایسا انسان تو ہمیں نہیں چاہئے جو صرف خوشی میں ہی خدا کو پکارے۔ ایسے شخص پر تو ذرا خدا کا امتحان آیا اور طرح طرح کی مایوسیں اور بے امیدیں ظاہر کرنی شروع کردیں۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون ۲۰/۱۳

کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف اتنا کہدینے سے ہی کہ ہم ایمان لائے چھوٹ جائینگے اور ان کا امتحان نہ لیا جاویگا۔ امتحان کا ہونا تو ضروری ہے اور امتحان بڑی چیز ہے سب پیغمبروں نے امتحان سے ہی درجے پائے ہیں۔ یہ زندگی دنیا کی بھروسہ والی زندگی نہیں ہے کچھ ہی کیوں نہ ہو آخر چھوڑنی پڑتی ہے۔ مصائب کا آنا ضروری ہے۔ دیکھو ایوبؑ کی کہانی میں لکھا ہے کہ طرح طرح کی تکالیف اسے پہنچیں اور بڑے بڑے مصائب نازل ہوئے اور اس نے صبر کئے رکھا ہمیں یہ بہت خیال رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو ہماری جماعت صرف خشک استخوان کیطرح ہو۔ بعض آدمی خط لکھتے ہیں تو ان سے مجھے بو آجاتی ہے شروع خط میں تو وہ بڑی لمبی چوڑی باتیں لکھتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کرو کہ ہم اولیاء اللہ بنجاویں اور ایسے اور ویسے ہو جاویں اور آخیر پر جا کر لکھدیتے ہیں کہ فلاں ایک مقدمہ ہے اسکے لئے ضرور دعا کریں کہ فتح نصیب ہو اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ اصل میں یہ ایک مقدمہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے خط لکھا گیا تھا۔ خدا کی رضامندی مدنظر نہ تھی۔ اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے دو طرح کی تقسیم کی ہوئی ہے کبھی تو وہ اپنی منوانا چاہتا ہے اور کبھی انسان کی مان لیتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ہمیشہ انسان کی مرضی کے مطابق ہی کام ہوا کریں۔ اگر ایسا سمجھا جائے کہ خدا کی مرضی ہمیشہ انسان کے ارادوں کے موافق ہو۔ تو پھر امتحان کوئی نہ رہا۔ کون چاہتا ہے کہ آرام عیش و عشرت اور ہر طرح کے سکھ کو چھوڑ کر دکھ میں مبتلا ہووں جس کے تین چار بیٹے ہوں وہ کب چاہتا ہے کہ یہ مرجائیں۔ اور کون چاہتا ہے کہ میری تمام خوشیاں دکھوں اور مصیبتوں سے تبدیل ہو جائیں۔ غرض خدا نے امتحان کو انسان کی ترقی کیلئے اور اسکی بدگوہری ظاہر کرنے کیلئے مقرر کیا ہے۔ بہت لوگ امتحان کیوقت طرح طرح کی باتیں بنانے لگ جاتے ہیں اور طرح طرح کے باطل توہمات اور وساوس

انہیں اٹھا کرتے ہیں۔ مگر اصلی بات یہ ہے کہ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون ۱/۲ - یاد رکھو خدا کا ساتھ بڑی چیز ہے۔ اگر فرض بھی کرلیں کہ نہ کوئی بیٹا رہے۔ نہ کوئی مال و دولت رہے پھر بھی خدا بڑی دولت ہے۔ اس نے یہ کبھی نہیں کیا کہ جو اس کے ہو کر رہتے ہیں انکو بھی تباہ کر دیا ہو۔ اس کے امتحان میں استقلال اور ہمت سے کام لینا چاہئے۔ یاد رکھو کہ امتحان ہی وہ چیز ہے جس سے انسان بڑے بڑے مدارج حاصل کرسکتا ہے۔ نری نمازاں اور دنیا کے ٹکراں کچھ چیز نہیں۔ مومن کو چاہیئے کہ خدا کے قضا و قدر کے ساتھ شکوہ نہ کرے اور رضا بالقضاء پر عمل کرنا سیکھے۔ اور جو ایسا کرتا ہے۔ میرے نزدیک وہی صدیقوں شہیدوں اور صالحینوں میں سے ہے۔ جان سے بڑھکر اور تو کوئی چیز نہیں۔ اسکو خدا کی راہ میں قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ اور یہی وہ بات ہے جو ہم چاہتے ہیں۔

فرمایا ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ انسان جہاں چاہتا ہے کہ بیمار بچ جاوے وہاں غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ اسپر ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے عرض کی کہ چند دن ہوئے حضور نے فرمایا تھا کہ خواب میں دیکھا ہے کہ اس مکان میں موت ہونیوالی ہے۔ اور بکری بھی ذبح کیگئی۔ اور ان دنوں میں مولوی نورالدین صاحب چونکہ بیمار ہے اس لئے انکی نسبت خطرہ پڑگیا تھا۔ اور نواب محمد علیخانصاحب اور ڈاکٹر عبدالستار شاہصاحب اور میں۔ ہم تینوں اسبات کے گواہ ہیں۔

فرمایا تقدیر دو طرح کی ہوتی ہے ایک کو تقدیر معلق کہتے ہیں اور دوسری کو تقدیر مبرم کہتے ہیں۔ ارادہ الٰہی جب ہوچکتا ہے تو پھر اس کا تو کچھ علاج نہیں ہوتا۔ اگر اس کا بھی کچھ علاج ہوتا تو سب دنیا بچ جاتی۔ مبرم کے علامات ہی ایسے ہوتے ہیں کہ دن بدن بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور حالت بگڑتی چلی جاتی ہے۔ دیکھو ۹ دن کا تپ ٹوٹ گیا تھا بالکل نام ونشان باقی نہ رہا تھا۔ مگر پھر دوبارہ چڑھ گیا۔ یہ تو خدا نے نہیں کہا تھا کہ بخار ٹوٹنے کے بعد زندہ ہی رہے گا۔ خدا کی دونوں پیشگوئیاں پوری ہونی تھیں۔ بخار بھی ٹوٹ گیا اور خورد سالی میں فوت بھی ہوگیا۔ کچھ مدت گذری کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک جگہ پانی بہ رہا ہے۔ اور مبارک اس میں گر گیا ہے۔ بہتیرا دیکھا اور غوطے بھی لگائے مگر تلاش کرنے پر نہ ملا یہ خواب ہمیشہ میری مدنظر رہا ہے۔

سید میر حامد شاہصاحب نے عرض کی کہ حضور میری والدہ نے آج صبح کو خواب میں دیکھا تھا کہ حضور کے چار روشن ستارے ہیں ایک انمیں سے ٹوٹ کر زمین کے اندر چلا گیا ہے۔ پھر خلیفہ ڈاکٹر رشید الدین صاحب نے عرض کیا کہ مبارک احمد کو لوگ اکثر "ولی ولی" کر کے پکارا کرتے تھے۔ فرمایا ہاں۔ ولی وہی ہوتا ہے جو بہشتی ہو۔

میاں مبارک احمد کی قبر دوسری قبروں سے کسقدر فاصلہ پر ہے۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا۔ بعض اوقات اگر باپ خواب دیکھے تو اس سے مراد بیٹا ہوتا ہے اور اگر بیٹا خواب دیکھے تو اس سے باپ مراد ہوتا ہے۔ ایک دفعہ میں خواب میں یہاں (بہشتی مقبرہ) آیا اور قبر کھودنے والوں کو کہا کہ میری قبر دوسروں سے جدا چاہئے۔ دیکھو جو میری نسبت تھا وہ میرے بیٹے کی نسبت پورا ہو گیا۔

مختصر نوٹ

اختلاف ایک رحمت ضرور ہے یہ امر ناممکن ہے کہ کل دنیا کے انسان ایک ہی نکتہ خیال پر متحد ہوں اس لئے مختلف خیالات اور مختلف راؤں کی موجودگی ایک قدرتی امر ہے۔ دنیا کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک زبردست دلیل ہے، اور خود اللہ تعالیٰ نے اختلاف لسان اور اختلاف الوان کو اس ضمن میں پیش کیا ہے پس مختلف راؤں کا ہونا دلشکن امر نہیں ہونا چاہئے + میرے خیال میں اگر اس مخالفت میں سفلی جذبات کو دخل نہ ہو تو یہ مخالفت ملک اور قوم کے لئے مفید نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ کیونکہ اس اختلاف سے علم اور عقل میں ترقی ہوتی ہے اور انسان میں غور اور فکر کی قوت پرورش پاتی ہے۔ اور آپ نکتہ خیال سے یہ کہنا کہ سوسائٹی یا مجلس کا وجود اختلاف کی گلکاریوں کا نمونہ ہے امر واقعہ کے خلاف نہیں ہے پس جس مقام پر کوئی مجلس یا انجمن ہو وہاں اختلاف رائے کا ہونا ضروری امر ہے اس لئے اس اختلاف کو سفلی جذبات سے ہرگز ملنے نہ دو۔ بلکہ ہر ایک شخص کو کسی امر پیش افتادہ کے متعلق رائے دیتے وقت یہ خیال کر لینا چاہئے کہ اس کا اثر شخصی ہے یا قومی۔ قومی مفاد کے مقابلہ میں شخصی مفاد کو فوراً قربان کر دینا چاہئے اور اپنی رائے کی کچھ بھی اہمیت اور وزن نہیں رکھنا چاہئے۔ اور نہ اس سے رنج یا افسوس کرنا چاہئے کہ جو ہم چاہتے تھے وہ کیوں نہیں ہوا ؟ جب کسی جماعت میں یہ رنگ پیدا ہو جاوے اور سفلی جذبات وہاں کام نہ کریں تو اختلاف رائے رحمت کا کام دے گا اور اس اختلاف سے ہی اتحاد پیدا ہوگا۔ خدا کرے کہ ہماری احمدی انجمنوں میں بھی اصل کام کرے (آمین)

بدظنی پھیلانے کا ایک نیا طریق میری سمجھ میں نہیں آتا کہ شورہ پشت لوگ کیوں عام لوگوں کو گمراہ کرنے اور گورنمنٹ سے بدظن کرنے کے لئے نئے طریق ایجاد کرتے رہتے ہیں کیا انہیں دنیا میں صرف یہی ایک کام کرنے کے لئے باقی رہ گیا ہے۔ حال میں بعض اخبارات نے ایک آنہ نئے نکل کے سکہ کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے کی سعی کی ہے۔ بعض نے حسابات شائع کئے کہ اسمیں اسقدر فائدہ ہے اور بعض نے اور رنگ اختیار کیا۔ آریہ گزٹ لکھتا ہے

"ایک آنہ والے جدید سکہ کی نسبت شکایت ہے کہ وہ تھوڑی ضرب سے ٹوٹ جاتا ہے اور پھر لکھتا ہے کہ روپیہ میں تو دس آنہ کی چاندی ہوتی ہے تانبہ کا پیسہ بھی دھیلے کا مال ہے مگر ایک آنہ کے ۱۶ سکوں پر سرکار کا خرچ ۲ ر آنہ ہے"

ایسے چھپتے ہوئے ریمارکس کا کیا منشاء ہے ؟ کیا ایڈیٹر آریہ گزٹ لوگوں کو یہ بتا کر ان سکوں کے چلن میں روک ڈالنے کی فکر کرتا ہے ؟ یا اسکا یہ منشاء ہے کہ لوگ یہ یقین کرکے کہ ۲ر کا مال ایک روپیہ میں گورنمنٹ دیتی ہے ان سکوں کا لینا بند کر دیں اور گورنمنٹ کو نقصان پہنچایا جاوے۔ بہر حال ایسی باتیں جہلا کو بدظن کرنے کے لئے کافی ہیں، اور یہ طریق نہایت مکروہ ہے۔ آریہ گزٹ اور اس کے ہم خیال لوگوں کو ایسی مکروہ پالیسی سے باز آنا چاہئے۔ سکہ کی ضرورت اور اسکی ایجاد کی فلسفی پر غور کرنی چاہئے اور اس کے فوائد کو سوچنا چاہئے۔ یہ راہ کعبہ مقصود پر پہنچنے کا نہیں۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

قرآن مجید و ہندو مطابع مسلمانوں کی بدقسمتی ہے جہاں انہیں اور غیر ضروری اور بے ہنگام بحثیں شروع ہیں وہاں آجکل بعض مسلمان اخبار نویسوں کو ہندوؤں کے مطابع میں قرآن مجید چھاپنے یا نہ چھاپنے کی بحث کی طرف توجہ ہوئی ہے ایک تو یہانتک اپنی تجویز اور رائے کو پہونچاتا کہ وہ گورنمنٹ سے اس بارہ میں مدد کی درخواست کرتا اور مسلمانوں کو اکساتا کہ وہ گورنمنٹ سے ضرور ایسی استدعا کریں کہ حکماً ہندو اہل مطابع کو قرآن مجید چھاپنے سے روک دے اس لئے کہ وہ پورا اہتمام قرآن مجید کی تعظیم اور تکریم کا نہیں کر سکتے۔ برخلاف اس کے ہمعصر وکیل یہ رائے تو نہیں دیتا البتہ مسلمانوں کو یہ رائے دیتا ہے کہ آیندہ عزم کر لو کہ غیر مسلم دوکانداروں کے ہاتھ سے قرآن مجید ہرگز نہ لیا کریں گے۔

مجھے حیرت ہے کہ اصل مرض کی نہ وکیل تشخیص کرتا ہے نہ اس کا مخالف ہمعصر ظاہرداری کے جھگڑے اور بکھیڑے میں دونو الجھے ہوئے ہیں۔

گورنمنٹ کے حضور میموریل بھیجنے کی رائے تو صریح لغو اور بیہودہ ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا حماقت ہوگی۔ مگر وکیل کی رائے اس سے بھی بڑھکر مضر اور نقصان رساں ہے، وہ دوسرے ہمعصر کی رائے پر اس وجہ سے نکتہ چینی کرتا ہے کہ غیر فرقوں سے جنکی پہلے ہی سے مسلمانوں سے عداوت ہے اس قسم کی ضد نامناسب ہے مگر کوئی وکیل ایسے دانشمند ایڈیٹر سے پوچھے کہ کیوں حضرت ہندو دوکانداروں کے ہاتھ سے قرآن مجید لینے کو بائیکاٹ کرنا کیا یہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے اتحاد کو بڑھائیگا یا ان کے درمیان ضد اور عداوت کی خلیج کو اور فراخ کرے گا۔

تمہاری یہ تجویز اس سے بھی بدتر اور مضر ہے۔ میں اس بات کو دل سے چاہتا ہوں کہ مسلمان تجارتی معاملات میں ترقی کریں اور اپنی ہمسایہ قوموں سے کسی صورت میں پیچھے نہ رہیں بلکہ آگے بڑھیں مگر اس قسم کی بیہودہ ضد اور عداوت ایک فضول امر ہے اور اسلام کی عالی حوصلگی اور فراخدلی کے صریح خلاف ہے۔ باقی تجارتوں میں تو تم ان کے دست نگر ہو اور صرف قرآن مجید کے ان کے ہاتھ سے لینے میں مضایقہ کرو یہ کیسی بیہودگی ہے۔

یہ تو سوال ہی بعد میں پیدا ہوگا کہ قرآن مجید کا احترام کسطرح ہو سکتا ہے پہلے قرآن مجید کے پڑھنے والے تو پیدا کرو ہاں تو وہ حال ہو رہا ہے کہ بے اختیار کہنا پڑتا ہے

رب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجورا۔

اور خود وکیل کی اپنی یہ حالت ہے کہ وہ قرآن مجید کے اردو ترجمہ کے اشتہارات ایک عیسائی قوم کے چند پیسوں کے لالچ کے لئے چھاپ رہا ہے اور جب اسے منع کیا جاتا ہے تو منہ میں گھنگنیاں بھر کر بیٹھ رہتا ہے۔ اگر خوف خدا اور دین کی حمیت اور پاس ہوتا تو ایسے مضر اشتہارات لاکھ روپیہ پر بھی نہ چھاپتا + ان باتوں کا جواب کچھ نہ آیا تو بمصداق کھسیانا بلا کھمبا نوچے۔ ابزرور کے کسی ترجمہ کے بلا حوالہ درج ہونے پر منہ چڑانے لگا۔

بہر حال

میں مسلمانوں میں اس قسم کی بحث کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔ انکو انکی دینی اور دنیوی ترقی کے ساتھ کوئی مناسبت اور تعلق نہیں۔ خدا تعالیٰ کی مجید کتاب کو سوچکر پڑھنا اور اسپر عمل کرنے کی سعی کرنا اور خدا تعالیٰ کی توفیق چاہنا ہی سچا احترام ہے اگر ایک شخص تعزیتاً ہندو کو ریشمی اور سنہری غلاف میں مجلد کرا کر کچھ چھوڑے اور اس کے ہندو دکی پروا نکرے تو اس کارروائی سے گورنمنٹ کے نزدیک بچ نہیں سکتا۔ اسیطرح اگر قرآن مجید کا احترام یہی ہے کہ بلا وضو ہاتھ نہ لگایا جاوے اور ریشمی غلاف میں بند کر کے رکھا جاوے اور نہ اسے پڑھا جاوے اور نہ عمل کیا جاوے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ امر کہانتک اصلاح

۲۰ ستمبر بوقت سیر

فرمایا۔ آج رات کو پھر الہام ہوا کہ " انی احافظ کل من فی الدار" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال یا دوسرے سال شدت سے طاعون پڑے گی۔ گورنمنٹ بڑے بڑے انتظام ہو رہے ہیں کہ کسی طرح طاعون دور ہو مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ ان تدابیر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر تک بھی نہیں کیا جاتا۔ ہم نے مانا کہ قواعد بھی ہیں طبیب اور ڈاکٹر بھی ہیں۔ انتظام بھی ہیں مگر یہ تو بڑی بے ادبی کی بات ہے کہ اصلی اور حقیقی محافظ کا اشارہ تک نہیں کیا جاتا۔ اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون ہیضہ یا کوئی اور وبائی امراض پھیلنے والے ہیں۔ اور اللہ کریم وعدہ فرماتا ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ اور اخبار ر ...زانہ میں جو میری نسبت پیشگوئی کیگئی ہے کہ طاعون سے ہلاک ہو جاؤنگا اس کا جواب اللہ تعالیٰ دیتا ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ ہماریطرف سے تو بالکل خاموشی تھی۔ مگر خدا تو سمیع علیم ہے پیشگوئی میں جو لکھا ہے کہ میں ہو جاؤں گا اور میری جماعت پاش پاش ہو جاویگی خدا اس کا جواب دیتا ہے کہ میں ہر ایک کی جو تیرے گھر میں ہوگا حفاظت کروں گا۔ ہمیں تو شک پڑتا ہے کہ کرامت علی بھی کہیں فرضی نام نہ ہو۔ ورنہ مسلمان ہو کر اسلام پر ہنسی ٹھٹھا کرنا کچھ تعجب ہی آتا ہے۔ ہم یہ بھی پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ جو پیشگوئی کیگئی ہے آیا کسی الہام کی بنا پر کیگئی ہے یا فرضی طور پر ہنسی ٹھٹھے سے کام لیا گیا ہے۔ اگر خدا نے تبلائی ہے تو پھر اس وحی اور الہام کو بھی شائع کیا جاوے۔ ورنہ یوں تو یہاں ابھی آتھم نے بھی دعویٰ کیا تھا کہ میں طاعون سے نہیں مروں گا۔ اپنے ارادہ پر تو ہر ایک نے مرنا ہی ہے۔ ایسے فضول دعووں پر ہم توجہ نہیں کیا کرتے چاہئے کہ ہمارے مقابلہ میں یہ شائع

جھوٹے الہام پر خدا کو غیرت آتی ہے

کیا جاوے کہ خدا کیطرف سے یہ الہام ہوا ہے تاکہ خدا کو بھی غیرت آئے۔ خدا کو غیرت تو تبھی آئے گی۔ جب اس پر افترا کیا جاوے گا۔ اور اس کا نام لیکر جھوٹ بولا جاویگا اور پھر اس پیشگوئی میں ایک انسان کی پرستش کرنیوالے اور اسلامیوں کے رو سے کفر کا عقیدہ رکھنے والے کو اس نے حقیقی مسیح قرار دیا۔ کیا کوئی مسلمان اس سے خوش ہو سکتا ہے؟ ہمارا تو خیال ہے کہ ایک پادری بھی اس کو پسند نہیں کرے گا اور ایسی بات سے کبھی خوش نہیں ہوگا۔ عیسائی ایسی باتوں کو کب مانتے ہیں یہ تو سب فرضی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کی اطاعت اور امر ہے اور مذہبی امور اور بات ہے۔ جہانتک ہمارا خیال ہے ایسی چور کارروائی سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی فرضی نام ہوگا کئی خطوط آتے ہیں۔ جب ان کا جواب بھیجا جاتا ہے تو کئی دنوں کے بعد وہی واپس آجاتا ہے جس پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ اس نام کی بہتیری تلاش کی گئی۔ مگر کوئی شخص اس نام اور پتہ کا نہیں ملا۔ (اس موقع پر ایک شخص نے عرض کی کہ بدر میں اس بات کی اطلاع دیدی گئی ہے اور غالباً مہدی حسین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس نے عرض کیا کہ حضور ایسے ہی حقیقت الوحی کے کئی وی پی بھی واپس آئے ہیں جس سے کتب خانہ کو نقصان پہنچتا ہے اس لئے اخبار الحکم کے ذریعہ سے ہی اطلاع کر دی گئی ہے کہ آئندہ

مخالفوں کی عجیب چالیں

اس صورت میں کتاب روانہ کی جایا کرے گی جب کہ قیمت پیشگی آجاوے یا کم از کم محصولڈاک پیشگی آجایا کرے گی)

حضرت اقدس نے فرمایا۔ میں نے پڑھا ہے اصل میں یہ لوگ ہمارے مقابلہ پر ہر ایک شر سے کام لینا چاہتے ہیں۔ اور ہمیں ہر طرح کے نقصان پہنچانے کی کوشش کیجاتی ہے۔ امام حسین رضؓ کو قریباً پچاس ہزار کوفے کے آدمیوں نے خط لکھا کہ آپ آئیں ہم نے بیعت کرنی ہے۔ اور جب وہ آئے تو وہ سب مل کر قسمیں کھا کر کہنے لگے کہ ہم نے تو کوئی خط روانہ نہیں کیا اور صاف انکار کر دیا۔ اور ابھی تقوی اُس زمانہ میں بہت تھا کیونکہ زمانہ نبوت کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ مگر اس

زمانہ حال کی چال

زمانہ کے لوگوں میں تو تقویٰ اور دیانت امانت کا نام ونشان بھی نہیں رہا اور جھوٹ تو ایسے مزہ سے بولتے ہیں کہ گویا وہ گناہ ہی نہیں۔

فرمایا۔ ہمارے نبی کریمؐ کے زمانہ میں ایک لڑکے کا باپ جنگ میں شہید ہو گیا۔ جب لڑائی سے واپس آئے تو اس لڑکے نے آنحضرت صلعم سے پوچھا میرا باپ کہاں ہے۔ تو آنحضرت صلعم نے اس لڑکے کو گود میں اٹھا لیا۔ اور کہا کہ میں تیرا باپ ہوں۔ ایک عورت کا حال بیان کرتے ہیں کہ اس کا خاوند اور بیٹا اور بھائی

حقیقی ایمان

جنگ میں شہید ہو گئے۔ جب لوگ جنگ سے واپس تو انہوں نے اس عورت کو کہا کہ تیرا خاوند۔ بیٹا اور بھائی تو لڑائی میں مارے گئے۔ تو اس عورت نے جواب دیا کہ مجھے صرف اتنا بتا دو۔ کہ پیغمبر خدا صلعم تو صحیح سلامت زندہ بچکر آگئے یا نہیں؟ تعجب ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی عورتوں کا بھی کتنا بڑا ایمان تھا۔

فرمایا۔ کل والا الہام کہ " خدا خوش ہو گیا" ہم نے اپنی بیوی کو سنایا تو

اعلیٰ ایمان

اس نے سنکر کہا کہ مجھے اس الہام سے اتنی خوشی ہوئی ہے کہ اگر دو ہزار مبارک احمد بھی مرجاتا تو میں پروا نہ کرتی

فرمایا یہ اس الہام کی بنا پر ہے کہ " میں خدا کی تقدیر پر راضی ہوں"

اور پھر چار دفعہ یہ الہام بھی ہوا تھا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ اور پھر ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر۔ اور پھر لائیف آف پین یعنے تلخ زندگی۔ فرمایا۔ اگر یک جائی نظر سے دیکھا جائے تو ایک اندھا بھی

صاف نشان

انکار نہیں کر سکتا اور پھر پیدا ہوتے ہی الہام ہوا تھا۔ انی اسقط من اللہ واصیبہ میرے دل میں خدا نے اسی وقت ڈال دیا تھا تبھی تو میں نے لکھدیا تھا یا یہ لڑکا نیک ہوگا اور رو بخدا ہوگا اور خدا کیطرف اسکی حرکت ہوگی اور یا یہ جلد فوت ہو جائیگا۔ کوئی بدمعاش اور راستی کا دشمن ہو تو اور بات ہے مگر یکجائی طور پر نظر کرنے سے ایک دشمن بھی مان جائے گا کہ یہ جو کچھ ہوا ہے خدائی وعدوں کے مطابق ہوا ہے اور پھر یہ الہام بھی ہوا تھا انی مع اللہ فی کل حال "۔ اب بتلاؤ ایسی صاف بات سے انکار کس طرح ہو سکتا ہے۔ اصل میں ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے۔ اگر انسان عمدہ عمدہ کھانے گوشت پلاؤ اور طرح طرح کے آرام اور راحت میں زندگی بسر کر کے خدا کے ملنے کی خواہش کرے تو یہ محال

بغیر امتحان ترقی محال

ہے بڑے بڑے زخموں اور سخت سے سخت ابتلاؤں کے بغیر انسان خدا کو مل ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لایفتنون ۲۰/۱۴ غرض بغیر امتحان کے تو بات بنتی ہی نہیں اور پھر امتحان بھی ایسا جو کہ کمر توڑنے والا ہو۔ ہمارے نبی کریم صلعم کا سب سے بڑھکر مشکل امتحان ہوا تھا۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ۳۰/۱۹

جب سخت ابتلا آئیں اور انسان خدا کے لئے صبر کرے تو پھر وہ ابتلا فرشتوں سے جا ملاتے ہیں۔ انبیاء اسی واسطے زیادہ محبوب ہوتے ہیں کہ ان پر بڑے بڑے سخت ابتلا آتے ہیں۔ اور وہ خود ہی ان کو خدا سے جا ملاتے ہیں۔ امام حسینؓ پر بھی ابتلا آئے اور سب صحابہؓ کے ساتھ یہی معاملہ ہوا

ترقی ابتلاؤں سے ہی ہوتی ہے کہ وہ سخت سے سخت امتحان میں ڈالے گئے۔ گوشت اور پلاؤ کھانے سے اور آرام سے بیٹھکر تسبیح پھیرتے رہنے سے خدا کا ملنا محال ہے۔ صحابہ کی تسبیح تو تلوار تھی۔ اگر آجکل کے لوگوں کو کسی جگہ اشاعت اسلام کے واسطے باہر بھیجا جاوے۔ تو دس دن کے بعد تو ضرور کہدینگے کہ ہمارا گھر خالی پڑا ہے۔ صحابہ کے زمانہ پر اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے ابتداء سے فیصلہ کر لیا ہوا تھا۔ کہ اگر خدا کی راہ میں جان دینی پڑ جائے تو پھر دیدیں گے۔ انہوں نے تو خدا کی راہ میں مرنے کو قبول

اپنے آپکے فیصلہ کر لو کیا ہوا تھا۔ جتنے صحابہ جنگوں میں جاتے تھے کچھ تو شہید ہو جاتے تھے اور کچھ واپس آجاتے تھے اور جو شہید ہو جاتے تھے ان کے اقربا پھر ان سے خوش ہوتے تھے کہ انہوں نے خدا کے راہ میں جان دی اور جو بچے آتے تھے وہ اس انتظار میں رہتے تھے۔ اور شاکی رہتے کہ شائد ہم میں کوئی کمی رہ گئی جو ہم جنگ میں شہید نہیں ہوئے۔ اور وہ اپنے ارادوں کو مضبوط رکھتے تھے اور خدا کے لئے جان دینے کو طیار رہتے تھے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

من المؤمنين رجالٌ صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدّلوا تبديلا ۲۱/۱۹

سب سے زیادہ تقوی پر قدم مارنیوالی استقامت اور رضا کے نمونے دکھانیوالی تو ہماری جماعت ہی ہے۔ مگر ان میں سے بھی ابھی بہت ایسے ہیں جو دنیا کے کیڑے ہیں۔ اور ایسے موقع پر میں ایک شعر سنا دیتا ہوں کہ۔ ؎

دین کو دنیا پر مقدم کرو

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

اور پھر موت کا اعتبار نہیں کہ کب آجاوے اس لئے انسان کو نڈر نہیں ہونا چاہئے اور سفلی دنیا کی خاطر دین سے غفلت نہیں کرنا چاہئے۔ ؎

نڈر مت ہو

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار
مباش ایمن از بازی روزگار

وہ موت تاریکی کی موت ہے جو انسان اپنے دنیاوی دہندوں میں مصروف ہوتا ہے اور موت اوپر سے آدباتی ہے۔ حافظ نے ایسے موقع پر ایک شعر کہا ہے۔ ؎

چو روزے مرگ نہ پیدا است بارے آں اولے
کہ روزے واقعہ پیش نگار خود باشد

خدا کو مت بھولو یعنے موت کا دن تو مخفی ہوتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ مرنے کے دن میرا محبوب اور میرا معشوق میرے پاس ہو۔ موت جب آتی ہے تو ناگہانی طور پر آجاتی ہے انسان کہیں اور تدبیروں اور دہندوں میں پھنسا ہوا ہوتا ہے کہ یہ کام اسطرح ہو جاوے یا ایسے ہو جاوے۔ اور اوپر سے موت آجاتی ہے اور پھر لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون والا معاملہ ہوتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ملازمت تجارت زمینداری اور دوسرے وجوہ معاش کو انسان

…… چھوڑ دیوے بلکہ چاہئے کہ عملی طور پر اس تعلق کو جو خدا کے ساتھ رکھنے کا اقرار کرتا ہے ثابت کر کے دکھاوے۔ جتنی جانفشانیاں اور جد وجہد دنیا کے لئے کرتا ہے دوسری طرف دین کے لئے بھی تو کر کے دکھاوے۔ زبانی

زبانی دعووں سے کیا بنتا ہے دعوے تو خواہ آسمان تک پہنچ جاویں جبتک عملی طور پر کر کے نہ دکھاؤ گے کچھ نہیں بنے گا۔ مومن آدمی کا سب ہم و غم خدا کے واسطے ہوتا ہے۔ دنیا کے لئے نہیں ہوتا اور وہ دنیاوی کاموں کو کچھ خوشی سے نہیں کرتا بلکہ اوداس سا رہتا ہے اور یہی نجات حیات کا طریق ہے۔ اور وہ جو دنیا کے پھندوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور ان کے ہم و غم سب دنیا کے ہی لئے ہوتے ہیں انکی نسبت تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا ۱۶/۱۳ ہم قیامت کو ان کا ذرہ بھر بھی قدر نہیں کریں گے۔

رضا بالقضا کا نمونہ فرمایا۔ مبارک احمد کی وفات پر میری بیوی نے یہی کہا ہے کہ "خدا کی مرضی کو میں نے اپنے ارادہ پر قبول کر لیا ہے"۔ اور یہ اس الہام کے مطابق ہے کہ "میں نے خدا کی مرضی کے لئے اپنی مرضی چھوڑ دی ہے"۔

خدا جب تمہاری مانتا ہے تو تم اوسکی مانو فرمایا پچیس برس شادی کو ہوئے اس عرصہ میں انہوں نے کوئی واقعہ ایسا نہیں دیکھا جیسا اب دیکھا میں نے انہیں کہا تھا کہ ایسے محسن اور آقا نے جو ہمیں آرام پر آرام دیتا رہا اگر ایک اپنی مرضی بھی کی تو بڑی خوشی کی بات ہے۔

دل میں فیصلہ ضرور کر دو فرمایا۔ ہم نے تو اپنی اولاد وغیرہ کا پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ یہ سب خدا کا مال ہے اور ہمارا اس میں کچھ تعلق نہیں۔ اور ہم بھی خدا کا مال ہیں۔ جنہوں نے پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوتا ہے ان کو غم نہیں ہوا کرتا۔

مومن ضائع نہیں کیا جاتا فرمایا۔ میں تو کبھی نہیں مان سکتا کہ جو شخص دل سے خدا تعالیٰ کیطرف قدم رکھے وہ ضائع ہو۔ مومن آدمی کبھی ضائع نہیں کیا جاتا۔ اس کو دین بھی ملتا ہے اور دنیا بھی عزت بھی ملتی ہے اور مال بھی۔

نبی مال جمع نہیں کرتے فرمایا آنحضرت صلعم نے ایکدفعہ اپنے گھر میں آکر پوچھا کہ ہمارے گھر میں کیا ہے عائشہ نے دو اشرفیاں نکالکر دیں۔ اور کہا کہ یہی ہیں۔ آنحضرت نے ہتھیلی پر رکھ لیں اور کہا کہ کیا حال ہے اس نبی کا جو پیچھے دو اشرفیاں چھوڑ جائے۔ اور پھر اسی وقت تقسیم کر دیں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اگر ہمارے پاس کبھی کچھ ہو تو دوسرے دن سب خرچ ہو جاتا ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے جماعت کا ہوتا ہے اور وہ بھی لنگر خانہ میں خرچ ہو جاتا ہے بعض اوقات کچھ بھی نہیں رہتا۔ اور ہمیں غم پیدا ہوتا ہے تب خدا تعالیٰ کہیں سے بھیج دیتا ہے + اکثر لوگ خدا تعالیٰ کی پوری پوری قدر نہیں سمجھتے وما قدروا الله حق قدره ۲۴/۱۲ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے وفي السماء رزقكم وما توعدون ۲۶/۱۸

نبیوں کا فلسفہ فرمایا اس زمانہ کے فلسفی تو ایسی باتیں کرنیوالوں کو نادان بیوقوف اور پاگل کہتے ہیں مگر ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے مجرب اور آزمودہ فلسفہ کو ہم رد کسطرح کر سکتے ہیں۔

حقیقی ایمان پیدا کرو چونکہ خدا پر پورا ایمان نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کی راہ میں مال